ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

01

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
33 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

19 تا 25 جمادی الثانی 1445ھ / 2 تا 8 جنوری 2024ء

ہمیں اللہ کافی ہے

''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے'' یہ جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا جب آگ میں ڈالے جا رہے تھے تو آگ ان کے لیے سلامتی والی بن گئی۔ میدان احد میں نبی کریم ﷺ نے اللہ کو پکارا تو اللہ نے آپ ﷺ کو نصرت سے نوازا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں رکھ گیا، جبریل علیہ السلام حاضر ہو کر بولے کیا میری مدد کی ضرورت ہے؟ فرمایا: تمہاری نہیں مگر اللہ کی مدد کی یقیناً ہے! سمندر کی خاصیت ڈبونا اور آگ کی جلانا ہے لیکن حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہنے کے سبب دریا خشک ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامنے دریا اور پیچھے دشمن کو دیکھا تو فرمایا: ''ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے ہدایت دے گا۔'' چنانچہ وہ اللہ کے اذن سے نجات پا گئے۔ سیرت میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب غار میں داخل ہوئے تو اللہ نے کبوتر کو خدمت پر لگا دیا اس نے گھونسلہ بنا دیا، مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بن دیا۔ مشرکین وہاں تک آئے اور دیکھ کر کہنے لگے یہاں محمد نہیں داخل ہوئے ہوں گے۔

انہوں نے مکڑی کے جالے اور کبوتر کے گھونسلہ کو دیکھا، یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنی عنایت سے بہت سی زرہوں اور بڑے بڑے قلعوں سے بھی بے نیاز کر دیا۔ عنایت ربانی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب بندہ یہ یقین کر لے کہ رب تعالیٰ قدیر، ناصر اور سچا دوست و مددگار ہے، اس کی طرف یکسوئی سے متوجہ ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہو جائے تو سارے کے سارے حادثے اور الجھنیں امن و امان بن جائیں۔

﴿فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝﴾ (یوسف)

''اللہ بہترین محافظ اور ارحم الراحمین ہے۔''

ترجمہ کریمہ
ڈاکٹر عائض القرنی

اس شمارے میں

غزہ کی پکار اور مسلمان حکمرانوں کی بے حسی

امیر سے ملاقات (22)

فلسطین اسرائیل جنگ حماس کے نمائندہ کی زبانی

نیکی اور بدی

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

Seminar
Masjid-e-Aqsa Ki Pukaar

قیامت کی نشانی دابۃ الارض جانور کا نکلنا

سورۃ النمل | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات: 82، 83

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

آیت:۸۲ ﴿وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ﴾ ’’اور جب اُن پر ہماری بات واقع ہو جائے گی تو ہم نکالیں گے ان کے لیے زمین سے ایک جانور جواُن سے کلام کرے گا‘‘

﴿اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾﴾ ’’کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔‘‘

’’دابۃ الارض‘‘ کا ظہور قیامت کی آخری علامات میں سے ہے۔ احادیث کے مطابق سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد کوہ صفا پھٹے گا اور اس میں سے یہ جانور برآمد ہوگا۔ واللہ اعلم!

آیت:۸۳ ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾﴾ ’’اور ذرا تصور کرو اُس دن کا جس دن ہم جمع کریں گے ہر اُمت میں سے ایک فوج اُن لوگوں میں سے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے‘ پھر ان کی درجہ بندی کی جائے گی۔‘‘

گویا ان مجرموں کے جرائم مختلف درجوں میں ہوں گے۔ ان میں سے کوئی انکار میں بہت زیادہ سخت تھا‘ کسی کی طبیعت میں کچھ نرمی کا پہلو تھا‘ کوئی تکذیب کے ساتھ ساتھ استہزاء کرنے کا مجرم بھی تھا۔ چنانچہ ان کے جرائم کی نوعیت اور کیفیت کے مطابق ان کی گروہ بندی کی جائے گی۔ یہ طریقہ انسانی فطرت اور طبیعت کے عین مطابق ہوگا کیونکہ سب انسان برابر نہیں۔ نہ تو اہل ایمان سب کے سب برابر ہیں اور نہ کفار و مشرکین سب ایک جیسے ہیں۔

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد!

درس حدیث

قیامت کی 10 نشانیاں

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ رضي الله عنه أَطْلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذَاكَرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ. قَالَ: ((إِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَيَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَثَلَاثَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلٰى مَحْشَرِهِمْ))(رواہ المسلم، کتاب الفتن)

حضرت حذیفہ ابن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہماری طرف آ نکلے اور پوچھا: ’’تم لوگ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو؟‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یقیناً قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو گے، پھر آپ ﷺ نے ان دس نشانیوں کو اس ترتیب سے ذکر فرمایا: 1۔ دھواں 2۔ دجال 3۔ دابۃ الارض 4۔ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا 5۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نازل ہونا 6۔ یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور (چھٹی، ساتویں اور آٹھویں نشانی کے طور پر، آپ ﷺ نے تین خسوف کا (یعنی تین مقامات پر زمین کے دھنس جانے کا) ذکر فرمایا۔ ایک تو مشرق کے علاقہ میں، دوسرے مغرب کے علاقہ میں اور تیسرے جزیرہ عرب کے علاقہ اور دسویں نشانی، جو سب کے بعد ظاہر ہوگی وہ آگ ہے جو یمن کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو ہانک کر حشر کے میدان کی طرف لے جائے گی۔‘‘

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 جمادی الثانی 1445ھ جلد 33
2 تا 8 جنوری 2024ء شمارہ 01

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ، چونگی لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

غزہ کی پکار اور مسلمان حکمرانوں کی بے حسی

مرکزی ناظم نشر و اشاعت نے اسلام آباد میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سیمینار میں یہ تحقیقی مقالہ پیش کیا جسے بطور اداریہ شائع کیا جا رہا ہے۔

اسرائیل اور حماس کے درمیان جنگ کو میں ہاتھی اور چیونٹی کے درمیان جنگ کہتا ہوں۔ پھر یہ کہ ہاتھی کو جنگل کے دوسرے درندوں کی بھرپور حمایت حاصل ہے اور چیونٹیوں کا بھی صرف ایک گروہ میدانِ کارزار میں ہے باقی دوسرے گروہ ہاتھی اور درندوں کے خوف سے اپنے اپنے بل میں گھسے ہوئے ہیں۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر سارے جنگل سے لڑنے والے چیونٹی کو خوفزدہ کر رہے ہیں کہ تم موت کے منہ میں کیوں جا رہے ہو، سرنڈر کرو اور اپنی اور ہم سب کی زندگی بچا لو۔ ہلکہ طاقتور کی پکار پر لبیک کہو، آپ اب میری اس مثال کو غزہ میں چھڑی اس جنگ میں منطبق کر لیں۔ موجودہ اسرائیل اور حماس کی جنگ کے دوران یمن کے حوثیوں نے دو بحری جہاز اغوا کر لیے۔ اس پر امریکہ نے دس (10) ممالک پر مشتمل ایک بحری فورس بنائی ہے جو اسرائیل کے جہازوں کے اغوا کو روکے گی۔ آپ یقین کریں امریکہ کی بنائی ہوئی اس فورس میں تین عرب ممالک بھی ہیں۔ اس پر یہ شعر یاد آیا "دیکھا جو کھا کے تیر کمیں گاہ کی طرف ---- اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی"۔ آپ حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں تو یہ الگ بات ہے کیونکہ اسے تسلیم کرنا خود ہی کو بے نقاب کرنا ہے اور ہم اس وقت کھلی آنکھوں سے حقیقت کو پا لینے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حقائق سے آنکھیں بند کر لیں اور جاگتے ہوئے خواب دیکھتے چلے جائیں کیونکہ حقائق سے آنکھیں چار کرنے سے ہمارے لیے زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اُمت مسلمہ ہیں اور ہماری جنگ اِس وقت اُس قوم سے ہے جو اپنے کردار، اپنی بدعہدیوں اور اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے اُمتِ مسلمہ کے منصب سے معزول کر دی گئی تھی۔

آپ یقیناً سوال اُٹھائیں گے کہ نافرمانیوں، سرکشیوں اور بدعہدیوں کی وہ کون سی قسم ہے جس کا ارتکاب مسلمان نہیں کر رہے۔ اس سلسلے میں حضور ﷺ کی ایک حدیث بھی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے سے پہلے والوں کے طریقوں کی بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ پیروی کرو گے، یہاں تک کہ وہ اگر گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں تو تم بھی اس میں داخل ہوں گے، اس پر صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پہلے والوں سے آپ کی مراد کیا ہے؟ یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اور کون۔'' (بخاری، مسلم، حاکم)

لیکن آپ کے سوال اٹھانے کے باوجود ہم دو وجوہات کی بنا پر اب بھی اُمتِ مسلمہ کہلوانے کے حقدار ہیں۔ پہلی یہ کہ ہم یہود کی طرح صد فی صد اور مکمل طور پر نافرمان اور سرکش نہیں ہوئے۔ اب بھی

مسلمانوں میں ایسی جماعتیں اور افراد ہیں جن پر یہ شعر صادق آتا ہے: "خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ — کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو"۔ یہاں میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ انہی خال خال اشکِ سحر گاہی سے وضو کرنے والوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو آخری معرکہ حق و باطل میں حصہ لیں گے۔ لہٰذا مسلمان اُمتِ مسلمہ کے منصب پر قیامت تک فائز رہنے کے اہل رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

بہر حال اب آجایئے اُس جنگ کی طرف جو سابقہ اُمتِ مسلمہ اور موجودہ اُمتِ مسلمہ کی ایک چھوٹی سی تنظیم کے درمیان اس وقت جاری ہے۔ غزہ میں حماس نے اپنے وجود کو اس پس منظر اور ماحول میں برقرار رکھا ہوا ہے۔ جب کہ مسلمان ممالک میں جو بڑی دلیری اور جرأت کا مظاہرہ کرتا ہے وہ یوں گویا ہوتا ہے: "جان کی امان پاؤں تو عرض کروں" یہ کہہ کر اسرائیل کے ہسپتالوں اور سول آبادیوں پر بمباری کی خالی خولی مذمت کر دیتا ہے جب کہ امریکہ اور یورپ کھل کر اور علی الاعلان اسرائیل کی حمایت کر رہے ہیں۔ اس کے لیے وہ حل اسیب بھی حاضر ہو رہے ہیں اور اسرائیل کو اپنے ہر قسم کے تعاون کا یقین بھی دلاتے ہیں اور وہ صرف باتیں نہیں کر رہے بلکہ عملی طور پر 160 بحری جہاز اسلحہ لے کر اسرائیل پہنچ چکے ہیں جن میں صرف امریکہ کے 35 جہاز ہیں۔ اسرائیل کے برطانیہ میں سفیر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ عرب ممالک بے چینی سے جنگ بندی کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ اسرائیل سے اپنے تعلقات بڑھانے کا سلسلہ ازسرِنو شروع کر سکیں۔ افسوس صد افسوس کہ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اسرائیل نے 20 ہزار سے زائد ہمارے مسلمان بھائی شہید کر دیے ہیں۔ جن میں عورتوں اور بچوں کی بڑی تعداد شامل ہے، بے شمار زخمی ہیں اور ہزاروں لاپتہ ہیں جن میں 70 فیصد عورتیں اور بچے ہیں۔ دوسری طرف پاکستان میں یہ حال ہے کہ اگر سندھ میں کوئی ہندو عورت مسلمان ہو کر مسلمان سے شادی کر لیتی ہے یا اُسے کوئی زک پہنچتی ہے تو موم بتی مافیا آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے۔ غزہ میں ہزاروں عورتوں اور بچوں کے شہید، زخمی اور لاپتہ ہونے پر کیا پاکستان کی کوئی انجمن نسواں سامنے آئی؟ کسی موم بتی مافیا نے کچھ کیا؟ ہرگز نہیں۔ جب مسلمان خود عملاً ثابت کرے گا کہ اُنہیں اپنے بھائی بہنوں کی جان، مال اور عزت عزیز نہیں تو دوسرا کیوں اُن کی جان و مال سے نہیں کھیلے گا۔

فلسطین کے حوالے سے آج کل دو ریاستی حل کا بڑا چرچا ہے جو منہ اٹھاتا ہے فلسطین کی بابرکت سرزمین کے بارے میں کہہ دیتا ہے کہ اسے فلسطینیوں اور یہودیوں کے درمیان تقسیم کر دینا چاہیے یعنی ایک ریاست فلسطینیوں کی وجود میں آجائے اور دوسری اسرائیل کے نام سے یہودی ریاست بنا دی جائے۔ اس حوالے سے بات آگے بڑھانے سے پہلے ایک اور غلط فہمی کا ازالہ کر دوں کہ ہمارے کئی لوگ مسجد اقصیٰ کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں اور وہ اُسے مسجد عمرؓ تک محدود کر دیتے ہیں، حالانکہ قبۃ الصخرہ بھی مسجد اقصیٰ کا حصہ ہے۔ مسجد اقصیٰ ہمارا قبلہ اوّل ہے۔ وہاں سے رسول اللہ ﷺ نے آسمانوں کا سفر شروع کیا جسے ہم معراج کہتے ہیں۔ اسی مسجد میں آپؐ کی امامت میں تمام انبیاء کرام ؑ نے نماز ادا کی۔ اس سرزمین کو برکت والی سرزمین قرار دیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا تو آپ ﷺ کو آپؐ کے گھر سے سیدھا آسمانوں کی طرف لے جاتا، لیکن اس مسجد کی عظمت کا اظہار ضروری سمجھا گیا۔ لیکن آج حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو وہاں نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہیں۔ بہر حال یہ عقل کے اندھے کیا نہیں جانتے کہ اس وقت بھی وہاں عملی طور پر دو ریاستیں ہیں۔ ایک کا نام فلسطین اتھارٹی اور دوسری یہودیوں کی باقاعدہ ریاست اسرائیل کے نام سے ہے۔ کیا وہاں خون خرابہ رُک گیا ہے؟ یہودی ہر دوسرے روز فلسطینیوں کا چلتے چلتے خون بہا دیتے تھے۔ پھر یہ کہ کیا دو ریاستی حل کی رَٹ لگانے والوں نے اسرائیل سے بھی پوچھا کہ کیا اُسے دو ریاستی حل قبول ہے۔ حال ہی میں جب اخباری نمائندوں نے اسرائیل کے وزیر اعظم نیتن یاہو سے کہا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ دو ریاستی حل کو آپ نے سبوتاژ کیا ہے تو اُس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا: بالکل! میں دو ریاستوں کے حق میں نہیں ہوں یعنی بقول اُس کے ایک ہی ریاست ہو گی اور وہ اسرائیل ہو گی۔ ہمارا عجب معاملہ ہے۔ ہم دشمن کے فائدے کی بات خود اپنے منہ سے کرتے ہیں۔ دو ریاستی حل کو تسلیم کرنے کا مطلب ہے، سب دنیا مسلمانوں سمیت اسرائیل کو تسلیم کر لے گی اور اسرائیل جب چاہے گا فلسطین کی کمزور ریاست کو ہڑپ کر جائے گا اور دنیا منہ تکتی رہے گی اور سلامتی کونسل اجلاس کرتی رہے گی۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بھی یہی فرما دیا ہے کہ قائد اعظم کا یہ کہنا کہ "Israel is illegitimate child of west" کوئی مذہبی یا آسمانی بات تو نہ تھی۔ درحقیقت ہمارے حکمرانوں نے اپنے نازک دل و دماغ پر شاید کبھی اتنا بوجھ ڈالا ہی نہیں کہ سمجھیں کہ دو ریاستی حل کا مطلب کیا ہے۔

میں یہاں خاص طور پر عرب حکمرانوں سے مخاطب ہو کر عرض کروں گا کہ صہیونیت کے باوا آدم تھیوڈور ہرزل نے تو 1897ء کی پہلی میٹنگ میں ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ خدا کے وعدے کے پورے ہونے کا وقت آ گیا ہے اب Holy Land میں ایک ریاست قائم ہو گی جو نیل سے فرات تک پھیلی ہو گی۔ گویا پہلے دن ہی گریٹر اسرائیل کا اعلان کر دیا گیا تھا اور وہ یہ مذہبی بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے تاریخ میں عیسائی یہودی گٹھ جوڑ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ 1916ء میں جب برطانیہ نے فلسطین پر قبضہ کیا تھا تو جنرل ایلن بی جو برطانوی فوج کا کمانڈر تھا اُس نے صلاح الدین ایوبی کی قبر پر جا کر ٹھوکر ماری تھی اور کہا تھا "Wake up Salah-Din we are back"۔ یہاں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی ذہنیت میں فرق واضح کرتا چلوں۔ جب

حضرت عمرؓ کے دور میں بیت المقدس فتح ہوا تو آپ جانتے ہیں کہ خون کا قطرہ بھی نہیں بہا تھا یعنی جنگ کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ عیسائیوں کے مطابق فاتح بیت المقدس کی شخصیت کا نقشہ اُن کی کتابوں میں کھینچا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کو دیکھتے ہی اُنہوں نے چابیاں مسلمانوں کے حوالے کر دی تھیں۔ پھر دوبارہ جب صلاح الدین ایوبیؒ نے بیت المقدس کا قبضہ 1187ء میں ایک جنگ کے ذریعے واپس لیا تو فاتح بیت المقدس نے ارضِ مقدس پر بہت کم خون ریزی کی۔ لیکن 1099ء میں جب مسلمانوں کو اس علاقے میں شکست ہوئی تھی تو تاریخ کہتی ہے کہ صلیبیوں نے اتنا خون بہایا تھا کہ اُن کے گھوڑوں کے گھٹنے خون میں ڈوب گئے تھے میں یہ بات مسلمان اور غیر مسلمان کی ذہنیت میں فرق واضح کرنے کے لیے بتا رہا ہوں۔ آج غزہ کی جنگ میں صہیونیوں کے ٹارگٹ فوجی تنصیبات کم اور سکول، ہسپتال، یونیورسٹیاں اور شہری آبادیاں زیادہ ہیں۔ بچوں کو یہ کہہ کر قتل کر رہے ہیں کہ یہ ٹائم بم ہیں، وقت آنے پر ہمارے خلاف پھٹ جائیں گے لہٰذا ان کا زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ مریضوں کو ہسپتالوں سے گھسیٹ گھسیٹ کر سڑکوں پر پھینک رہے ہیں جہاں وہ تڑپ تڑپ کر زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ پتھر کے زمانے کے لوگ بھی اتنے ظلم وستم اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوں گے۔ اسرائیلی کہتے ہیں کہ مسلمان تاریکی کی پیداوار ہیں۔ آج ساری دنیا جس میں یورپ کے عوام بھی شامل ہیں ان پر تھوتھو کر رہے ہیں اور انہیں انسانیت کے دشمن قرار دے رہے ہیں۔ بہرحال اصل صدمہ اصل دکھ دینے والی بات مسلمان حکمرانوں کا رویہ اور اُن کی بے حسی ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ موت کو بھلا چکے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ دولت اور اقتدار ہمیشہ ہمیشہ اُن کے پاس رہے گا۔ کتنے فرعون، نمرود اور ہٹلر بالآخر زمین کا رزق بنے، کتنے ابوجہل گزرے جن کی تنی ہوئی گردنیں زمین بوس ہو گئیں۔ اللہ رسی دراز کرتا ہے لیکن کسی ظالم کو برے انجام کے حوالے سے کوئی غلط فہمی لاحق نہیں ہونا چاہیے۔

ہمارے بعض دانشور یہ کہتے ہیں کہ حماس نے 7 اکتوبر 2023ء کو اسرائیل پر حملہ کر کے بڑی غلطی کی ہے۔ اُس نے اسرائیل کو موقع دے دیا ہے کہ وہ ہزاروں فلسطینیوں کا آسانی سے قتل عام کر دے۔ بعض حضرات اتنی زبردست دانشوری بگھارتے ہیں اور یہاں تک کہتے ہیں کہ حماس نے حملہ ہی کسی کے اشارے پر کیا ہے۔ وہ اسے نائن الیون جیسے فالس فلیگ سے ملا دیتے ہیں۔ اس لاجک کے خلاف دلائل کا ڈھیر لگایا جا سکتا ہے لیکن اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ اسرائیل کبھی اپنا ایک فرد کسی صورت نہیں مرواتا جبکہ 7 اکتوبر 2023ء کو سینکڑوں یہودی جہنم واصل ہو گئے تھے۔ یاد رہے اسرائیل کا سب سے بڑا مسئلہ آبادی کی کمی یعنی Human resources کی shortage رہی ہے۔ وہ کیسے ایسا ڈرامہ رچا سکتا ہے جس میں سینکڑوں یہودی مارے جائیں۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری بھی ہے اور دیانت داری کا تقاضا بھی ہے کہ عربوں کو گزشتہ پون صدی میں جو شکستوں اور ذلت و ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ اُن کی شرمناک بزدلی، نااہلی اور عیش وعشرت کی زندگی میں غرق ہو جانے کا نتیجہ تھی۔ سیال سونا اگلتی زمینوں نے اُنہیں دھن اور دولت سے لاد دیا تھا۔ وہ اس دولت سے ملک کو صنعتی اور تجارتی ترقی کے لیے استعمال کرنے کی بجائے گلچھرے اُڑاتے رہے۔ اُنہیں زندگی کی رنگینیوں سے فرصت ہی نہ تھی کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلحہ ساز فیکٹریاں لگانے کی فکر کرتے۔ آج اگر عرب جدید جنگی ساز و سامان کی پروڈکشن کر رہے ہوتے تو اسرائیل حملہ کی جرأت ہی نہ کرتا۔ بہرحال ـــ ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات! اور عرب یہ سزا بھگت رہے ہیں اور خوب بھگت رہے ہیں۔ یہی اُن کا ضعف اور ناتوانی اُنہیں مجبور کر رہی تھی کہ وہ اسرائیل کے آگے سرنڈر کر جائیں۔ وہ اپنے کمزور اور بزدل ہونے کی وجہ سے اسرائیل سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے تھے۔ اُس کے آگے بچھ رہے تھے، یہ منت سماجت اور ترلے منتیں کر رہے تھے تاکہ اپنی حکومتیں بچا سکیں جو ہرگز نہ بچنا تھیں۔ میں مسلمانوں خاص طور پر عربوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پسپائی کے عقب میں کوئی دیوار نہیں ہوتی۔ فرد، معاشرہ یا ریاست جب کسی ڈھلوان سے لڑھکتی ہے تو وہ بالآخر کھائی ہی کی مکین بنتی ہے۔ بہرحال 7 اکتوبر 2023ء کو حماس کے حملے نے کم از کم ایک وقت تک اسرائیل سے صلح صفائی اور غیر فطری حلیف بن جانے کے عمل کو بریک لگا دی ہے۔ درحقیقت عربوں کی اسرائیل سے تعلقات بڑھانے کی خواہش عقل کے منافی بھی تھی اور غیر فطری غیر منطقی بھی تھی جس کے نتائج کبھی اچھے نہ نکلتے۔

اب آیئے اس نکتہ کی طرف۔ جو ظاہری طور پر تھوڑا سا ہٹ کر تو ہے لیکن غیر متعلق ہرگز نہیں ہے۔ یاد رکھیں! غزہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ امریکہ کی آشیرباد سے ہی نہیں بلکہ امریکہ کی مکمل رضامندی اور معاونت سے ہو رہا ہے۔ امریکہ کا اسلام اور پاکستان سے کیا تعلق ہے۔ اس حوالے سے کچھ عرض کرنے سے پہلے ایک تاریخی واقعہ سن لیجیے۔ آج سے قریباً چالیس سال قبل ایک سینئر صحافی سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک سوال کے جواب میں خود صحافی سے سوال کیا کہ کیا آپ یہ بتائیں گے کہ پاکستان کا بڑا دشمن بھارت ہے یا امریکہ؟ صحافی اُن کی یہ بات سن کر کہتا ہے ظاہر ہے بھارت ہے۔ تب بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اللہ تعالیٰ اُنہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ کہتے ہیں، نہیں میری بات یاد رکھنا امریکہ پاکستان کا بھارت سے بڑا دشمن ہے۔ وہ صحافی ششدر رہ گیا۔ آج وقت نے ثابت کیا ہے کہ یقیناً امریکہ دنیا میں ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کی وجہ بھی آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔ درحقیقت امریکہ کی چودھراہٹ اور پون صدی سے رواں دواں عالمی شہنشاہیت کا ستون کیپٹلزم یعنی سرمایہ دارانہ نظام ہے اور اسلام کا عادلانہ نظام واحد نظام ہے جو کل کلاں اسے چیلنج کر سکتا ہے۔ اگر وہ دنیا میں کہیں قائم ہو گیا تو سرمایہ دارانہ نظام بُری طرح شکست کھا جائے گا کیونکہ وہ بدترین استحصالی نظام ہے۔ دریں صورت

امریکہ کی عالمی شہنشاہیت دھڑام سے زمین پر آ گرے گی اور پاکستان چونکہ اسلامی نظریاتی ملک ہے لہٰذا پاکستان کو تباہ و برباد کرنا امریکہ کا اوّلین ایجنڈا ہے۔ پھر یہ کہ اللہ نے ایسی سبیل بھی پیدا کر دی کہ پاکستان نے ایٹمی صلاحیت حاصل کر لی۔ اب اگر غزہ کی جنگ پھیلتی ہے، کسی مسلمان ملک سے تو کوئی توقع نہیں البتہ اگر روس اور چین اس جنگ میں براہِ راست ملوث نہیں بھی ہوتے لیکن وہ اپنے مفادات کی خاطر اور امریکہ کی دشمنی میں اسرائیل کے خلاف اس جنگ کو ایندھن فراہم کرتے رہتے ہیں، جس سے جنگ طویل ہو جائے کیونکہ جنگ کی طوالت اسرائیل کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوگی۔ اس لیے کہ جنگ اگر لمبی ہوئی تو حالات بھی پلٹا کھا سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ جنگ اگر کسی ٹرننگ پوائنٹ پر پہنچتی ہے تو امریکہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ کہیں ایٹمی پاکستان اس جنگ میں نہ کود پڑے۔ لہٰذا امریکہ نے حفظِ ماتقدم کے طور پر اس پر ورکنگ شروع کر دی تھی اور پوری کوشش اور محنت سے پاکستان اور افغانستان کے تعلقات خراب کروا رہا ہے اور آنے والے وقت میں اس حوالے سے انتہائی تشویش ناک خبریں آ رہی ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں، وہ یہ کہ اس صورتِ حال میں امریکہ پاکستان کو اپنے ہمسائے کے ساتھ جنگ میں engage کرنے کا منصوبہ رکھتا ہے اور فرض کریں پاکستان اور افغانستان دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور امریکہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود باہم جنگ سے گریز کرتے ہیں تو پھر وہ پاکستان کو engage کرنے کے لیے بھارت کو استعمال کرے گا، جو امریکہ کی شہ پاتے ہی تیار ہو جائے گا۔ لیکن بھارت کی یہ بھول ہوگی کیونکہ ایسی صورت میں چین لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ پاکستان اگر امریکی دباؤ اور غیروں کا مقروض ہونے کی وجہ سے فلسطین میں حماس کی عملی مدد کرنے کی ہمت نہیں پاتا تو اُسے کم از کم یہ ضرور کرنا چاہیے کہ اس شیطانِ بزرگ کے عزائم بھانپ کر افغانستان سے تصادم کرانے کے امریکی ایجنڈے کو تو بُری طرح ناکام بنا دے، تاکہ اسرائیل لعین پر پاکستان کے میدانِ جنگ میں اترنے کا خوف طاری رہے۔ میں سمجھتا ہوں آنے والے وقت میں پاکستان کو انتہائی اہم رول خواہی نخواہی ادا کرنا پڑے گا۔ پاکستان بلکہ تمام مسلمان حکمرانوں کو حیدر علی کے بہادر سپوت ٹیپو سلطان کا یہ باطل شکن نعرہ کسی صورت فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ”شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔“

آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں کہ اُنہیں غیروں کے ظلم و ستم سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہماری دعاؤں کو قبولیت بخشے۔ لیکن ہمیں بھی گریبان میں منہ ڈالنا ہوگا۔ جب مصر سے آواز اٹھے گی We are the sons of Pharoach یعنی ہم فرعون کی اولاد ہیں اور عراق والے خود کو نمرود سے جوڑیں گے اور پاکستان جس نے پچاس سال پہلے اپنے آئین میں لکھا تھا ”کوئی قانون سازی قرآن اور سنت کے خلاف نہیں ہوگی“ لیکن سود، جوا، شراب کے پرمٹ وغیرہ کو سرکار کی سرپرستی حاصل ہوگی تو ایسی صورت میں ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد کے طالب ہوں۔ اے اللہ! ہم پر رحم فرما اور ہمیں ہدایت عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین!

پریس ریلیز 29 دسمبر 2023ء

ملک میں عام انتخابات کے صاف، شفاف اور منصفانہ انعقاد کو یقینی بنایا جائے

شجاع الدین شیخ

ملک میں عام انتخابات کے صاف، شفاف اور منصفانہ انعقاد کو یقینی بنایا جائے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ تنظیم اسلامی کی سوچی سمجھی اور محکم رائے ہے کہ موجودہ فرسودہ نظام کو بدلنے کا واحد راستہ انقلابی جدوجہد ہے۔ البتہ جس طرح انسان کو زندہ رہنے کے لیے ہوا اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح قبل از انقلاب ملک کے انتظامی نظم و نسق کو چلانے کے لیے انتخابات کا انعقاد ناگزیر ہے۔ لہٰذا الیکشن کمیشن، نگران حکومت اور عدلیہ، 8 فروری 2024 کو صاف، شفاف اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنائیں۔ تمام سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کو الیکشن میں حصہ لینے کا یکساں موقع فراہم کیا جائے۔ الیکشن سے قبل اور الیکشن کے دن دھاندلی کی روک تھام کے لیے فول پروف انتظامات کیے جائیں۔ کاغذات نامزدگی جمع کروانے کی مکمل آزادی ہو۔ آئین اور قانون کے مطابق سکروٹنی کا عمل کیا جائے اور کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہ برتا جائے۔ ملک کے سیاسی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی جبر، پکڑ دھکڑ اور ماورائے آئین و قانون کارروائیوں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ تمام حکومتی اور ریاستی ادارے آئین میں دی گئی حدود و قیود کے اندر رہ کر کام کریں، مکمل طور پر غیر جانب دار رہیں اور سیاست میں مداخلت سے اجتناب کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ آئین اور قانون کے تحت عام انتخابات کا انعقاد ملک میں سیاسی عدم استحکام کو کم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔ لیکن اسلامی فلاحی ریاست کے قیام سے ہی درحقیقت پاکستان کی بقاء و سلامتی اور ترقی و خوشحالی کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ ہماری اُخروی نجات بھی اسی سے وابستہ ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کسی خطہ میں مسلمانوں کی زندگی ظالم اور جابر دشمن نے تنگ کر رکھی ہو تو وہاں کے رہنے والوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

اپنی نسلوں میں شوقِ شہادت، جذبہ جہاد پیدا کرنا ہمارا فرض ہے

جب نظامِ خلافت قائم ہوگا تو پھر مظاہرہ نہیں ہوگا بلکہ کارروائی ہوگی۔

ان مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے جن کا براہِ راست نفع اسرائیل کو جاتا ہے۔

سالانہ اجتماع کے موقع پر امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: کیا والدین کے اجازت نہ دینے کے باوجود اجتماع میں شرکت صحیح عمل ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: سوال بڑا اہم ہے۔ نوجوانوں کی طرف سے یہ سوال ایک دوسری نوعیت کے تحت بھی آتا ہے کہ کیا والدین کی اجازت کے بغیر وہ تنظیم اسلامی میں بیعت کر سکتے ہیں؟ ہم یہی مشورہ دیتے ہیں کہ یہ کوئی چھپ کر کرنے والا کام نہیں ہے۔ آپ والدین کو آن بورڈ لیں اور ان کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جب تک وہ باقاعدہ آپ کو اجازت نہیں دیتے آپ تنظیم اسلامی کے دروس قرآن، اجتماعات اور سرگرمیوں میں شرکت کرتے رہیں۔ جو اس وقت اجتماع میں آگئے ہیں میں ان کو واپس نہیں بھیجوں گا البتہ ان کو مشورہ دوں گا کہ اس پورے اجتماع کی کارگزاری اپنے والدین کو سنائیے گا اور ان کو ہمارا اسلام اور دعائیں پہنچائیے گا تو امید ہے کہ فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ! پھر معذرت کرتے ہوئے کہیے گا کہ امیر تنظیم اسلامی نے کہا ہے کہ والدین سے اجازت لے کر آپ کو اجتماع میں آنا چاہیے تھا۔ امید ہے کہ پھر آئندہ آپ کو ان کی رضامندی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام نوجوانوں کو اسی مزاج کے مطابق آگے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: امیر تنظیم اسلامی کا ذریعہ آمدن کیا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: میرا ذریعہ آمدن ایک ہی ہے الحمدللہ۔ کراچی علم فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ ہے جس کے تحت نصابِ قرآن تیار ہوا ہے۔ پاکستان میں لاکھوں طلبہ اس نصاب سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اس ادارے میں 2008ء سے میری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب اس ذمہ داری کے اوقات معین نہیں ہیں اور میرا اکثر کام سمارٹ فون یا لیپ ٹاپ وغیرہ پر ہو جایا کرتا ہے۔ اس ادارے سے ایک مشاہرہ آتا ہے جو میری آمدنی کا واحد ذریعہ ہے۔ باقی تنظیم اسلامی میں طے شدہ پالیسی ہے کہ ہم لوگ میڈیا پر جو پروگرامز کرتے ہیں وہاں سے کوئی پیسہ نہیں لیتے۔ الحمدللہ! کراچی میں سفر کے دوران ایک گاڑی میرے استعمال میں ہے جو انجمن خدام القرآن سندھ کی ملکیت ہے البتہ اس کی مینٹیننس اور دیگر

مرتب: محمد رفیق چودھری

اخراجات میرے ذمہ ہیں۔ کراچی میں ہی رہائش ہے۔ البتہ کم و بیش چار ماہ سفر میں رہنا ہوتا ہے جس میں ہر پندرہ دن کے بعد لاہور آنا ہوتا ہے۔ یہ سفر جہاز پر ہوتا ہے جس کے ٹکٹ کے اخراجات تنظیم اسلامی کے بیت المال سے ادا کیے جاتے ہیں۔

سوال: تنظیم اسلامی نے مسئلہ فلسطین کے حوالے سے کیا کام کیا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: مسئلہ فلسطین کے حوالے سے ہمیشہ تنظیم اسلامی نے آواز بلند کی ہے۔ غزہ پر اسرائیل کے حالیہ حملہ کے بعد بھی تنظیم اسلامی نے باقاعدگی کے ساتھ ہر سطح پر آواز بلند کی ہے، اس کے لیے پورے پاکستان میں مظاہرے کیے ہیں، کارنر میٹنگز اور ریلیاں منعقد کی ہیں، خطبات جمعہ میں اس کو موضوع بنایا ہے اور زمانہ گواہ ہے پروگرام میں تسلسل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے، اور امیر سے ملاقات کے عنوان سے سوال و جواب ہوئے ہیں۔ مختلف جگہوں پر پریس کانفرنسز منعقد کی ہیں، فلسطین کے ضمن میں کرنے کے کاموں کے حوالے سے 13 نکات مرتب کر کے شائع کیے ہیں اور مختلف فورمز پر پیش بھی کیے ہیں لیکن یہ سب کچھ جہاد باللسان ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ اگر منکر کو دیکھو تو ہاتھ سے روکو، اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے روکنے کی کوشش کرو اور اس کی بھی طاقت نہیں تو دل میں برا جانو یعنی اس کو بدلنے کا ارادہ رکھو۔ اس وقت ہمارے پاس ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں لیکن اس منکر اور ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کرنے کی ہم نے مستقل کوشش کی ہے۔ اس حوالے سے ہم نے مالی امداد کے لیے بھی آواز لگائی ہے لیکن چونکہ تنظیم اسلامی کا عالمی سطح پر ویلفیئر کا سیٹ اپ نہیں ہے لہٰذا پہلے سے موجود تین اداروں کو ہم نے نامزد کیا ہے جن کے ذریعے تنظیم کے رفقاء و احباب اہل فلسطین کی مالی مدد کر سکتے ہیں۔ ان میں خبیب فاؤنڈیشن، الخدمت فاؤنڈیشن اور دارالعلوم کورنگی کراچی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دعاؤں بالخصوص قنوت نازلہ کا اہتمام کر رہے ہیں۔ یعنی جو ہمارے بس میں ہے وہ ہم کر رہے ہیں لیکن جو بس میں نہیں ہے اس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے لیے راستے کھول دے۔

سوال: فلسطین کی موجودہ صورتحال کے تناظر میں کیا امت مسلمہ پر جہاد فرض ہو گیا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: امت کے بعض علماء بشمول مفتی تقی عثمانی صاحب کی طرف سے اس پر باقاعدہ کلام ہوا ہے۔ سورۃ النساء کی آیت 75 کا حوالہ دے کر عرض کیا جا چکا ہے کہ قتال فی سبیل اللہ کے معنی میں جہاد کی فرضیت تو ہے البتہ اصول یہی ہے کہ الاقرب فالاقرب کے مصداق جو جتنا قریب ہے اس کا حق بھی اتنا زیادہ ہے۔ کسی خطہ میں مسلمانوں کی زندگی ظالم اور جابر دشمن نے تنگ کر رکھی ہے تو وہاں کے رہنے والوں پر جہاد فرض

ہے۔ لیکن اگر وہ مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو پھر ان کے قریب رہنے والے مسلمانوں یا مسلم ممالک پر جہاد فرض ہو جائے گا۔ اگر وہ بھی استطاعت نہیں رکھتے تو پھر الاقرب فالاقرب کی بنیاد پر یہ سلسلہ پھیلتا چلا جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا﴾ (البقرۃ:286) ”اللہ تعالیٰ نہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا کسی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔“

فقہاء نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ عمومی طور پر جس کے پاس استطاعت اور استعداد ہے اس کے مطابق اس پر جہاد کی فرضیت ہو جائے گی۔ جن کے پاس استعداد اور صلاحیت موجود ہے لیکن اس کے باوجود وہ جہاد نہیں کرتے تو ان کو فکر بھی دلائی جائے اور ان کے لیے دعا بھی کی جائے۔

سوال: کیا جہاد کی تیاری کے ضمن میں تنظیم نے بھی کوئی ٹریننگ دینے کا اہتمام کیا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: بنیادی طور پر جہاد پوری زندگی کا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے عنوان سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک کتابچہ موجود ہے جس میں پوری تفصیل ہے کہ اللہ کا بندہ بننے کے لیے محنت کرنا، معصیت سے بچنا، اللہ کے دین کے لیے دعوت دینا، اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے محنت کرنا یہ سب جہاد کی مختلف شکلیں ہیں۔ تنظیم اسلامی اولاً پاکستان میں نظام خلافت کو قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس اعتبار سے غور کرنے والی بات یہ ہے کہ جس نوعیت کا منہج ہے تربیت بھی اسی نوعیت کی ہوگی۔ اس موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دو کتابوں منہج انقلاب نبوی ﷺ اور رسول انقلاب کا طریق انقلاب موجود ہیں۔ یقیناً ہمارے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کا طریق انقلاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی شروع میں اقامت دین کی جدوجہد اسی انداز میں کی ہے کہ لوگوں کو دین کی دعوت دی ہے، انہیں قرآن کی تعلیم دی ہے، گناہوں سے بچنے اور آخرت کی فکر دلائی ہے اور آخر میں جب تصادم کا مرحلہ آیا ہے تو باقاعدہ قتال کیا ہے لیکن آپ ﷺ کے سامنے کفار تھے جبکہ یہاں تصادم کے مرحلہ میں سامنے مسلمان ہوں گے لہٰذا یہاں ہم قتال کی بات نہیں کریں گے بلکہ دین کے لیے جان دینے کی بات کریں گے۔ اس کے لیے شوق شہادت، جذبہ جہاد پیدا کرنا ہمارا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو موت آئے اس حالت میں کہ اس نے نہ کسی غزوہ میں شرکت کی نہ راہ خدا میں شہید ہونے کی تمنا کی تو ایسے شخص کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوئی۔ ہمیں دعا بھی کرنی ہے: ((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ)) ”اے اللہ ہمیں اپنی راہ میں شہادت کا رتبہ عطا فرما۔“ اس کے لیے تیاری کرنی ہے۔

سوال: فلسطین کے لیے جماعتوں نے الگ الگ مظاہرے کیوں کیے اور پھر خاموشی کیوں چھا گئی؟

امیر تنظیم اسلامی: ابھی تک تو خاموشی نہیں چھائی بلکہ مختلف جماعتیں مظاہرے کر رہی ہیں اور ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ یہ ایشو زندہ رہنا چاہیے۔ البتہ یہ درست ہے کہ دینی اور مذہبی جماعتوں کو مشترکہ طور پر مظاہرے کرنا چاہیے تھے۔ اگر لندن میں ہر قومیت، مذہب اور ملت کے 8 لاکھ افراد جمع ہوئے تو مسلمان اکٹھے کیوں نہیں ہو سکتے۔ تاہم اصل مقصد مسئلہ فلسطین کو اجاگر کرنا ہے چاہے اس کے لیے مختلف اجتماعیتیں مختلف انداز اور مواقع کا استعمال ہی کیوں نہ کریں۔ جب نظام خلافت قائم ہوگا تو پھر مظاہرہ نہیں ہوگا بلکہ کارروائی ہوگی۔ یہ وہ اصل کام ہے جس پر ہمیں توجہ کرنی چاہیے اور اپنی اگلی نسلوں میں بھی اس فکر کو منتقل کرنا چاہیے۔ اس پر توجہ رہے گی تو ان شاء اللہ مظاہروں سے آگے بڑھ کر اقامت دین کی جدوجہد کا اظہار ہوگا اور اللہ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی تو پھر مظاہرے نہیں بلکہ اقدامات ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

> **دینی جماعتوں کو مشترکہ طور پر مظاہرے کرنا چاہیے تھے۔ اگر لندن میں ہر قومیت، مذہب اور ملت کے 8 لاکھ افراد جمع ہو سکتے ہیں تو مسلمان اکٹھے کیوں نہیں ہو سکتے۔**

سوال: قنوت نازلہ میں تمام غیر مسلموں کے لیے بددعا کرنا کیا سنت سے ثابت ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: بالکل! رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام ؓ کو دھوکے سے بلا کر شہید کیا گیا تو آپ ﷺ نے اُن ظالموں کے لیے ایک مہینے تک قنوت نازلہ کا اہتمام فرمایا۔ احناف کے ہاں ایسے موقع پر نماز فجر میں قنوت نازلہ ہے لیکن بعض فقہاء کے ہاں دیگر نمازوں میں بھی قنوت نازلہ کا اہتمام کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ کبھی کبھی یہ نکتہ ذہن میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رحمت للعالمین تھے تو آپ ﷺ کیسے بددعائیں کر سکتے ہیں۔ بعض حضرات اسی وجہ سے اس کے لیے دعائے ضرر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ رحمت للعالمین ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ معاف کرنے والے تھے لیکن جب اللہ کی حدود ٹوٹتی تھیں تو گویا اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر کسی کو غصہ آتا تھا۔ ایسے مواقع پر غصہ بھی حضور ﷺ کی سنت میں ہے۔ اس لیے ہم بھی قنوت نازلہ کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ خواتین باجماعت نماز میں نہیں آسکتیں تو انفرادی سطح پر اپنی نمازوں میں اس کا اہتمام کر سکتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دعا مومن کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ اور یہ سنت سے ثابت شدہ بات ہے۔

سوال: گریٹر اسرائیل دجال کے آنے پر بنے گا اور موجودہ صہیونی حکومت بنائے گی؟

امیر تنظیم اسلامی: دجال کب آتا ہے، گریٹر اسرائیل کب بنتا ہے، اس کی فکر کرنے کی بجائے ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے کہ ہم حق کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ وہ اگر باطل ہو کر ساری کوششیں کر رہے ہیں، اپنی نسلوں کی تربیت کر رہے ہیں تو ہم حق پر ہونے کے باوجود کتنی تیاری اور جدوجہد کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم اللہ کے کلام کو مانتے ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کو الصادق المصدوق مانتے ہیں تو گویا آپ ﷺ کی بشارات پر دلی یقین ہے کہ پوری زمین پر اللہ کا دین قائم ہوگا؟ ہم نے اس دین کے قیام کے لیے کتنی جدوجہد کی ہے؟ کیا اس حوالے سے ہمیں جواب نہیں دینا پڑے گا؟ ابھی موت آ جائے تو ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں؟

سوال: امیر تنظیم رفقاء کو حکماً اسرائیل کی پروڈکٹ کا بائیکاٹ کرنے کا کہیں اور ان اداروں اور کمپنیوں کو چھوڑنے کا کہیں جن کی ملکیت یہودیوں کے پاس ہو؟

امیر تنظیم اسلامی: ہم نے اپنے تیرہ نکات میں یہ پوائنٹ بھی شامل کیا ہوا ہے کہ وہ مصنوعات جن کا ڈائریکٹ نفع اسرائیل کو جاتا ہے ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ کیا ہماری غیرت کا تقاضا نہیں ہے کہ ہم ان مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ امیر تنظیم کے حکم دینے سے کیا ہوگا؟ اللہ کے ہاں جوابدہی تو انفرادی ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَکُلُّھُمْ اٰتِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَرْدًا﴾ (مریم) ”اور قیامت کے دن سب کے سب آنے والے ہیں اُس کے پاس اکیلے اکیلے۔“

ہر بندہ جس چیز کا مکلف ہے اُس کا جواب دینا ہے۔ میں کہوں گا کہ ہماری خواہش ہے، ترغیب و تشویق ہے کہ اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ جہاں تک اداروں اور کمپنیز کا سوال ہے تو ہر شخص دل سے پوچھ سکتا

ہے کہ کیا میں ایسے اداروں کو serve کر رہا ہوں جن کا پیسہ اسرائیل کو جاتا ہے اور اُس کی مدد سے وہ مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ ((استفت قلبک)) اپنے دل سے فتویٰ لے لو چاہے لوگ کچھ بھی کہتے رہیں۔ اپنے اندر سے جواب آئے گا۔

سوال: الیکشن میں ووٹ کس کو دیں؟ کیا جماعت اسلامی کو دیں جن کا جیتنے کا کوئی امکان نہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے ہماری تنظیمی پالیسی بالکل واضح ہے۔ چونکہ بعض علماء اور اہل دین کی طرف سے ووٹ کو ایک امانت کہا جاتا ہے تو امانت کا ادا کرنا ایک شرعی تقاضے کے طور پر بیان ہوتا ہے۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ :

1۔ امیدوار ظاہر کے اعتبار سے فسق و فجور (کبیرہ گناہ) میں مبتلا نہ ہو۔

2۔ امیدوار جس جماعت سے تعلق رکھتا ہے تو اس جماعت کے منشور میں یا اس کی قیادت کے عمومی یا عوامی بیانات میں خلاف شریعت کوئی بات نہ ہو۔

ان دو معیارات پر جو بھی امیدوار پورا اتر رہا ہو آپ اسے ووٹ دے سکتے ہیں۔ باقی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نظام فرسودہ ہے۔ اس کی گواہی اس نظام کے اندر رہنے والے دے رہے ہیں لہٰذا چہرے نہیں نظام تبدیل ہونا چاہیے۔ اس انتخابی عمل کے ذریعے ہم نظام چلا سکتے ہیں لیکن بدل نہیں سکتے۔ تنظیم اسلامی اس نظام کو بدلنے کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ البتہ جب تک نظام بدل نہیں جاتا تب تک اس مملکت کو چلانا تو ہے۔ یہ مجبوری ہے لہٰذا ووٹ کو امانت کے طور پر دینا ہے تو پھر اس امانت کا حق ادا کرنے کے لیے درج بالا دو شرائط کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

سوال: رفقائے تنظیم اسلامی کے مابین ووٹ ڈالنے کے حوالے سے جو اختلافات پائے جاتے ہیں ان پر قابو کیسے پایا جائے؟

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم اسلامی کی پالیسی میں رفقاء کو صرف ووٹ دینے کی حد تک اجازت ہے اور اس کے لیے بھی دو بنیادی شرائط طے شدہ ہیں۔ اس سے آگے بڑھ کر کسی سیاستدان یا سیاسی پارٹی کے لیے مہم چلانے یا الیکشن لڑنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی رفیق تنظیم خود امیدوار بنتا ہے یا کسی کے لیے کنونسنگ کرتا ہے تو تنظیم اپنی پالیسی کے مطابق اسے تنظیم سے فارغ کر دیتی ہے کیونکہ یہ تنظیم کے منہج کے خلاف ہے، تنظیم کا کام تو اس فرسودہ نظام کی جگہ اللہ کے دین کو قائم کرنا ہے۔ انتخابی سیاست کی بحثوں میں پڑنا تنظیم کا کام نہیں ہے۔ یہ میدان سیاستدانوں کے کھلا چھوڑ دیں، وہ پہلے سے ہی لڑ رہے ہیں اور لڑتے رہیں گے۔ ٹی وی ٹاک شوز میں بیٹھ کر جس طرح غیر سنجیدہ زبان اور طرز عمل اختیار کرتے ہیں وہ ہم اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ نہیں سکتے۔ وہ جماعت جو یہ نعرہ لے کر کھڑی ہو کہ یہ نظام انقلابی راستے سے بدلے گا وہ اس فرسودہ نظام کے مکمنزم میں پڑ کر اور ڈوب کر اخلاق سے عاری ہو جاتی ہے۔ جبکہ ایک دینی جماعت کا اصل کام یہ ہونا چاہیے کہ اس کی توانائیاں اگر لگیں تو اس نظام کی فرسودگی اور بگاڑ کو ثابت کرنے میں لگیں۔ اصل علاج دینی نظام خلافت ہے اور اس کے لیے انتخابی راستہ کی بجائے انقلابی راستہ ہی اصل راستہ ہے اور اسی کے لیے دینی طبقہ کی توانائیاں صرف ہونی چاہئیں۔

اگر ہم مستقبل کے عالمی منظر نامہ (الملحمۃ العظمیٰ اور خراسان سے لشکروں کا نکلنا) کو مدنظر رکھیں تو پھر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہمیں افغانستان کے ساتھ متحد ہو کر کھڑا ہونے کی ضرورت ہے۔

سوال: موجودہ حالات میں اس فرسودہ نظام کو بدلنے یا اتحاد اُمت یا نفاذ شریعت کے حوالے سے مختلف شخصیات کی طرف سے بھی آوازیں بلند ہو رہی ہیں جن میں مفتی عدنان کاکاخیل، مفتی ثاقب رضا مصطفائی اور مفتی منیب الرحمٰن نمایاں ہیں اور ان کا کام بھی مثبت ہے۔ کیا ان کو بھی اپروچ کیا جا سکتا ہے یا نظام کی تبدیلی کے لیے ان سے اتحاد قائم کیا جا سکتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: الحمدللہ! تنظیم اسلامی کی تاریخ گواہ ہے کہ اس کے پلیٹ فارم سے پہلے بھی مشترکات پر جمع ہونے اور مشترکہ آواز بلند کرنے کے لیے کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ سابق امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب (اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا کرے) نے اپنے دور امارت میں اس سلسلہ میں دینی جماعتوں کی قیادت سے اور علماء سے باقاعدہ ملاقاتیں بھی کیں اور مشترکہ طور پر اقامت دین کی جدوجہد کی ضرورت اور اہمیت کو ہمیشہ اجاگر کیا۔ مجھے بھی جتنی اللہ نے توفیق دی ہے، تنظیمی دوروں کے دوران، علماء سے ملاقاتوں کے دوران ہمیشہ اس بات کی دعوت دی ہے۔ البتہ ضرورت اس بات کی ہے ان کوششوں کو مزید تیز کیا جائے، تنظیمی وفود کی شکل میں علما، سیاسی و سماجی اور معاشرے کی با اثر شخصیات سے ملاقاتیں کی جائیں۔ انسداد سود کی مہم میں جماعت اسلامی اور تنظیم اسلامی نے مل کر کام کیا۔ الحمدللہ۔ اب علماء بھی مشترکہ جدوجہد کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ جیسا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے انسداد سود کے حوالے سے سیمینار میں اپنے خطاب کے دوران کہا کہ صرف سود کے خلاف ہی نہیں بلکہ تمام منکرات کے خلاف بھی ہمیں مشترکہ طور پر پیش قدمی کرنی چاہیے۔ اسی طرح قرآنی نصاب کی ترتیب میں مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور مفتی تقی عثمانی صاحب کی سرپرستی شامل رہی ہے۔ مفتی عدنان کاکاخیل صاحب سے بھی ایک دو ملاقاتیں ہوئی ہیں، وہ ہمارے کام سے واقف بھی ہیں اور ایک دو اعتبارات سے خاص طور پر قرآنی نصاب کے سلسلہ میں انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون بھی کیا۔ اسی طرح ثاقب رضا مصطفائی صاحب کے حوالے سے بھی ہماری کوشش ہے کہ وہ ہمارے فورمز پر آئیں، جب وہ آئیں گے تو ان سے مشترکات پر بات بھی ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ ایسا نہیں ہے کہ اتحاد کی کوشش نہیں ہوئیں البتہ ان کوششوں میں تیزی لانے کی ضرورت ہے۔ باقی نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

سوال: تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں کن باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس سوال کے دو پہلو ہیں۔ (1) کسی جماعت میں شامل ہونے کے لیے کن باتوں کو دیکھنا ہے۔ (2) تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کے لیے کون سی چیزیں دیکھنی ہیں۔ اس حوالے سے بانی تنظیمؒ پانچ باتیں بیان کرتے تھے:

1۔ جماعت ایسی جوائن کریں جس کے پیش نظر اللہ کے دین کا غلبہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مشن یہی تھا۔ از روئے الفاظ قرآنی:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف:9) ”وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر“

2۔ وہ جماعت اپنے تربیت و تزکیہ کے پروگرام کے لیے قرآن حکیم کو اولین اہمیت دیتی ہو۔ از روئے الفاظ قرآنی:

﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ﴾ ”ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور

ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب و حکمت کی۔"

3۔ وہ جماعت بیعت کی بنیاد پر قائم ہو۔ قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر موجود ہے۔ امام نسائیؒ نے رسول اللہ ﷺ کی دس قسم کی بیعتوں کا ذکر کیا۔ چودہ صدیوں سے جماعت بنانے کا طریقہ قرآن کریم، احادیث مبارکہ، سنت رسول ﷺ، خلفائے راشدین اور سلف صالحین کے طرزِ عمل سے بیعت کی بنیاد پر ثابت ہے۔

4۔ وہ جماعت نبی اکرم ﷺ کے منہج کو سامنے رکھ کر جدوجہد اور محنت کر رہی ہو۔ از روئے الفاظ قرآنی:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

"(اے مسلمانو!) (الاحزاب: 21) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے"

دعوت، تزکیہ، تربیت، عبادات، اقامت دین کی جدوجہد وغیرہ پر عمل کرنے کے لیے بہترین اسوہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ سب سے بڑا انقلاب محمد رسول اللہ ﷺ نے برپا کیا۔ وہاں سے ہی ہم نے راہنمائی لینی ہے۔ یعنی وہ جماعت اپنے طریقہ کار کو حتی الامکان سنت رسول ﷺ سے قریب کرے۔

5۔ جس جماعت میں جانا چاہتے ہیں اس کی قیادت (امیر اور مرکزی ذمہ داران) کا جائزہ لیں۔ کسی جماعت کے عام اراکین کے جائزہ سے اس جماعت کی نوعیت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکے گا۔ مثال کے طور پر عبداللہ بن ابی کلمہ گو مسلمان تھا لیکن کیا اس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی جماعت کے بارے میں کوئی رائے قائم کر سکتا ہے؟ استغفر اللہ!

سوال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کے لیے کن باتوں کو دیکھنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے چار باتیں اہم ہیں:

1۔ چونکہ تنظیم بیعت کی بنیاد پر قائم ہے تو اس کے امیر پر ذاتی و شخصی اعتماد کر کے شامل ہوں۔

2۔ تنظیم کے فکر سے اتفاق ہو۔ فرائض دینی کا جامع تصور، بیعت، منہج وغیرہ ہمارے فکر کے بنیادی تصورات ہیں۔

3۔ تنظیم کے طریقہ کار سے اتفاق ہونا چاہیے۔

4۔ عقائد اہل سنت والجماعت والے ہونے چاہئیں۔

اگر کسی کو ان چیزوں سے اتفاق ہے وہ تنظیم میں شامل ہو سکتا ہے۔ شامل ہونے کے لیے بنیادی کتابچوں کا مطالعہ ہو جائے تو بہتر ہوگا جن میں ایک تنظیم اسلامی کی دعوت والا کتابچہ ہے۔ جو بانی محترم کا ایک خطاب ہے۔ اس کے بعد شامل ہونے کے لیے ایک فارم پر کرنا پڑتا ہے یا بالمشافہ بیعت کریں۔

سوال: بیعت کے بغیر تنظیم کی کیسے خدمت کی جا سکتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ایسے بہت سے احباب ہیں جو ابھی تنظیم میں شامل نہیں ہوئے لیکن وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اللہ کے دین سے محبت کرتے ہیں، اس وجہ سے وہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور تنظیم اسلامی سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ تنظیم کے اجتماعات میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ انہیں ہم احباب کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ تنظیم کی کیسے خدمت کر سکتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ خدمت نہ کریں بلکہ اپنا فرض ادا کریں۔ اقامت دین کی جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ میں خود اللہ کا بندہ بنوں، دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دوں۔ یہ میں اپنے آپ پر احسان کروں گا کہ یہ فرائض ادا کر کے اپنے آپ کو جہنم سے بچالوں اور اپنے رب کو راضی کروں۔ اجتماعی سطح پر یہ فرائض اکیلا بندہ ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے جماعت ضروری ہے۔ ہماری دعا اور خواہش ہے کہ آپ شامل ہوں۔ خواہش سے بڑھ کر ایمان کا تقاضا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی بات پسند نہ کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ لیکن جب تک شامل نہیں ہو رہے تو پھر آپ ہمارے حلقہ جات قرآنی، ماہانہ اور سہ ماہی اجتماعات، مظاہروں، مہمات وغیرہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بیعت کر کے ہم پھنس جائیں گے۔ حالانکہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ تو کیا ہم پھنسے ہوئے نہیں ہیں؟ کیا اسلام چھوڑ دیں گے؟ کافر اگر دنیا میں مزے کر رہا ہے تو کل آخرت میں جہنم میں ہوگا۔ لیکن مومن کے لیے آخرت میں آرام ہی آرام ہے۔ لوگ سوال کرتے ہیں کہ تنظیم اسلامی میں آ کر کیا کرنا ہوگا؟ میں کہتا ہوں کوئی نیا کام نہیں کرنا ہوگا۔ کوئی ایک تنظیم اسلامی کا تقاضا بتا دیں جو قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہو۔ یعنی وہ تقاضے جو اسلام میں ہیں وہی تنظیم میں رہ کر پورے کرنے ہیں۔ البتہ ایک فرق آ جاتا ہے کہ ہم ڈسپلن کے ساتھ کام کرنے کی پوزیشن میں آ جائیں گے۔ پھر ہم اجتماعیت میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث بنتے ہیں اور دعائیں لیتے ہیں۔

سوال: کسی بھی اجتماع میں ایمان کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کو سارا سال کیسے قائم رکھا جائے؟

امیر تنظیم اسلامی: یہ مسئلہ سب کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت حنظلہ ؓ کا واقعہ یاد کر لیں۔ ایک دن حنظلہ گھر سے نکلے اور کہتے جا رہے ہیں، حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ صدیق اکبر ؓ ملے اور پوچھا: یہ کیوں کہہ رہے ہو؟ تو کہا: اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس میں ایمان کی ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ جنت اور جہنم نظر آتی ہیں۔ لیکن جب دنیوی معاملات میں آتے ہیں تو کیفیت بدل جاتی ہے۔ کیا صدیق اکبر ؓ کے پاس جواب نہیں تھا؟ لیکن صدیق اکبر ؓ نے کہا کہ بھائی یہ تو میرا بھی مسئلہ ہے۔ آ کر رسول اکرم ﷺ سے پوچھتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حنظلہ! یہ کبھی کبھی کا معاملہ ہوتا ہے اگر ہمیشہ وہی کیفیت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں۔ بہر حال ان واقعات کے بیان کرنے کا مطلب لائسنس نہیں ہے کہ اجتماع میں سستی ہے تو ہوتی رہے، سوتے ہیں تو سوتے رہیں۔ بلکہ اگر اجتماعی ماحول میں یہ برکت مل رہی ہے تو اپنے آپ کو ماحول سے زیادہ سے زیادہ جوڑنے کی کوشش کریں۔ اگر اس ماحول کی برکتیں محسوس کرتے ہو تو پھر گھر میں اور معاشرے میں ایسا ماحول بنانے کی کوشش کریں۔

سوال: بانی تنظیمؒ نے افغانستان جا کر ملا عمرؒ سے ملاقات کی تھی، کیا آپ کا بھی افغانستان جا کر طالبان کی لیڈر شپ سے ملاقات کا کوئی ارادہ ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے ایک ٹیکنیکل فرق یہ ہے کہ جب بانی تنظیمؒ گئے تھے تو اس وقت کی طالبان حکومت کو پاکستان نے تسلیم کر رکھا تھا لیکن موجودہ طالبان حکومت کو پاکستان نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا ہے۔ حد یہ ہے کہ چین نے اپنا سفیر افغانستان میں تعینات کر دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ سفارتی تعلقات بحال ہو گئے لیکن ہم جو کلمہ گو مسلمان ہیں ابھی تک اپنے پڑوسی مسلم ملک کو تسلیم نہیں کر رہے۔ ہماری شدید خواہش ہے کہ مذاکرات اور افہام و تفہیم کا معاملہ ہو اور ہماری حکومت آگے بڑھ کر افغانستان کی اسلامی حکومت کو تسلیم کرے۔ ہم نے اپنی مرکزی عاملہ کی مشاورت سے اس ملاقات کا فیصلہ pending رکھا ہوا

ہے جب حالات ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر دیکھیں گے جو اللہ کا حکم ہوگا۔ ملا عمرؒ نے ڈاکٹر صاحبؒ سے کہا تھا کہ پاکستان میں رہ کر جدوجہد کریں۔ پاکستان کمزور نہ ہو، پاکستان میں انتشار نہ ہو اور علماء سے رابطہ رکھیں اور وہاں اقامت دین کی جدوجہد کو آگے بڑھائیں۔ ہمارے لیے اولین اور اصل میدان یہ پاکستان ہی ہے۔ اللہ ہمیں جدوجہد کو اور آگے بڑھانے کی توفیق دے، حالات کا سدھار ہو اور پھر جب امام مہدیؒ کے لیے فوجیں جائیں تو ان میں ہم بھی شامل ہوں۔

سوال: جب افغانستان میں خلافت کا کام کافی آگے ہے تو ہم ان کا ساتھ کیوں نہیں دے رہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ایک ٹیکنیکل فرق مدنظر رہنا چاہیے۔ جب ملا عمرؒ حیات تھے تو اس وقت بھی انہوں نے اسلامی امارت افغانستان کہا ہے، خلافت کا لفظ استعمال نہیں کیا اور ابھی بھی اسلامی امارت افغانستان کہا گیا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ خلافت تو عالمی ہوتی ہے، وہ کسی ملک تک محدود نہیں ہوتی۔ جہاں تک ان کا ساتھ دینے کا معاملہ ہے تو یہ کس نے کہا کہ ہم ان کا ساتھ نہیں دے رہے۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے دعا کرنا، ان کی حمایت میں آواز بلند کرنا، ان کے لیے اپنے ذمہ داران کو مشورہ دینا یہ تمام چیزیں ان کا ساتھ دینا ہے، ہمارا مقصد اور مشن ایک ہے۔ کیا یہاں رہ کر اس مشن کو آگے بڑھانا ان کے لیے تقویت کا باعث نہیں بنے گا؟ جو ممکنات ہیں اس میں ہم ان کا ساتھ دے رہے ہیں اور ہم اپنے حکمرانوں سے تقاضا کر رہے ہیں کہ وہ آگے بڑھ کر ان کی حکومت کو تسلیم کریں تاکہ ہماری مغربی سرحد محفوظ ہو اور ہماری سالمیت کو کوئی گزند نہ پہنچے اور اگر ہم مستقبل کے عالمی منظر نامہ (الملحمۃ العظمٰی اور خراسان سے لشکروں کا نکلنا) کو مدنظر رکھیں تو پھر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہاں متحد ہو کر ہمیں کھڑا ہونے کی ضرورت ہے۔

سوال: (1) تنظیم اسلامی میں جتنا زور مردوں کی دعوت و تربیت پر دیا جاتا ہے اتنا زور خواتین کی دعوت و تربیت پر کیوں نہیں دیا جاتا؟

(2) اسلامی تحاریک میں خواتین کا اہم و قابل ذکر کردار رہا ہے۔ اسلامی نظام میں گھر میں نئی نسل کی فکری و ذہنی آبیاری و تربیت کی اپنی اہمیت ہے جس کی ضرورت اور اہمیت دور جدید میں مزید بڑھ گئی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم تنظیم اسلامی کی خواتین میں تعلیم و تربیت کے نظام کو اس طرح قائم نہیں کر پا رہے جس طرح اس کا تقاضا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے چند اصولی باتیں ہیں۔ الرجال قوامون علی النساء کے مصداق اللہ نے مرد کو قوام بنایا۔ جہاں گھر والوں کی جسمانی، مادی حاجات کو پورا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے وہیں ان کی روحانی حاجات کو پورا کرنا، ان کو جہنم سے بچانے کی فکر کرنا بھی مرد کی ذمہ داری ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:6) ”اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ۔“

اللہ تعالیٰ نے گھر کا نظام چلانے کے لیے عورت کو مرد کے تابع رکھا ہے لہٰذا یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے انہیں دینی تعلیم دے۔ ہم ہر رفیق تنظیم کو کہتے ہیں کہ گھریلو اسرہ قائم کرو، گھر میں دعوت کا کام کرو، گھر والوں کو دین سے جوڑنے کی کوشش کرو۔ یقیناً یہ مشکل کام ہے لیکن ہمارا فرض ہے، ہمیں یہ کام ہر حالت میں کرنا ہے۔ ہماری تنظیم میں پورا حلقہ خواتین قائم ہے۔ حتیٰ کہ اگر نظام العمل مردوں کے لیے موجود ہے تو نظام العمل عورتوں کے لیے بھی موجود ہے۔ نظام اجتماعات اگر مردوں کے لیے متعین ہیں تو عورتوں کے لیے بھی متعین ہیں۔ البتہ فرق کر لیں۔ دینی مزاج کے مطابق عورت کی اصل ذمہ داری گھر کی ہے۔ ہمارے ہاں بعض دینی اجتماعیتوں یا اداروں میں عورتوں کو بالکل مردوں کے برابر فرنٹ لائن پر کھڑا کرنے تک نوبت آ گئی ہے۔ یہ دین کا مزاج نہیں ہے۔ اس حوالے سے بانی تنظیمؒ کا بڑا قیمتی کتابچہ ہے: مسلمان خواتین کے دینی فرائض۔ وہ مرد بھی پڑھیں اور خواتین کو بھی پڑھایا جائے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم میں کمزوری ہے تو یہ کمزوری تو مردوں کے نظام چلانے میں بھی ہے۔ اس کمزوری کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس میں بہتری کی کوشش کی جائے۔ ترغیب و تشویق کا معاملہ ہوگا۔ اسی طرح خواتین کا نظام چلانے کے اعتبار سے ان کے کرنے کے کاموں کو انجام دینے کے اعتبار سے بہت بہتری کی گنجائش ہے اس پر ہم توجہ کریں گے اور کر رہے ہیں۔ الحمدللہ!

سوال: اگر کسی اشکال کا حل جاننے کے لیے امیر تنظیم سے براہ راست ملاقات کرنی ہو تو کیسے ممکن ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے گزارش یہ ہے کہ آپ اپنے نظم کے ذریعے مرکز تک آ سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے راستے میں ہی آپ کا مسئلہ حل ہو جائے لیکن اگر ایسی نوعیت پیش آتی ہے کہ صرف امیر تنظیم سے ہی مسئلہ حل ہوگا تو اس کا امکان ہے۔ میرا مہینے میں دو مرتبہ لاہور میں جمعہ کا خطاب ہوتا ہے۔ اگرچہ مختصر وقت کا دورہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی نظم کے ذریعے رابطہ کرتا ہے تو اس سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ مگر نظم کے ذریعے پہلے رابطہ ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ لاہور پہنچ جائیں اور امیر تنظیم کراچی میں ہوں۔

سوال: ڈاکیومنٹریز اور دروس قرآن کو پبلک کرتے ہوئے بیک گراؤنڈ میں میوزک کا استعمال کیا ضروری ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: شاید محسوس ہو کہ میوزک ہے لیکن سپیکر پر آنے والی ہر آواز کو اگر میوزک کہیں گے تو پھر اذان اور اقامت اور نماز کو بھی چھوڑ دیں۔ یہ اصل میں ووکلز (گلے کی آوازیں) ہوتی ہیں جن کو بیک گراؤنڈ میں یا اس کے علاوہ استعمال کیا جاتا ہے۔

میزبان: اصل میں بانی محترمؒ کا مواد پرانا ہے اور یوٹیوب کی آرٹیفیشل انٹیلی جنس پرانے مواد کو copied content کہہ کر روکتی ہے۔ اس لیے بیگ گراؤنڈ کا استعمال یا کوئی نشید لگا دینا ایک حکمت عملی کے طور پر بھی ہے ورنہ کسی صورت میں بھی کسی موسیقی یا میوزیکل بیک گراؤنڈ کا استعمال ہم حرام سمجھتے ہیں اور اس کو استعمال نہیں کرتے۔

سوال: تنظیم اسلامی اشتہارات میں تصاویر کا استعمال کیوں کرتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: میں نے ہمیشہ یہاں اور دوسرے اجتماعات میں سمارٹ فون سے تصاویر لینے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میری تصویر کھینچی جائے۔ میرے پاس بانی محترمؒ، والدین، سابق امیر یا اپنے بچوں کی کوئی تصویر نہیں ہے لیکن میری دعاؤں میں یہ سب شامل ہوتے ہیں۔ صرف میڈیا پر آنا ہوتا ہے اور یہ بانی تنظیمؒ نے ہمیں سمجھایا اور بانی تنظیمؒ اس وقت آئے جب لوگ اس کو حرام سمجھتے تھے لیکن آج وہی لوگ اتنا آگے چلے گئے ہیں کہ ہمیں شرم آنا شروع ہو گئی ہے۔ جبکہ ہم نے میڈیا کو ایک ذریعے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اسی طرح ہم نے تصاویر صرف تھم نیل کے طور پر استعمال کرنی ہوتی ہیں تاکہ پتا ہو کہ اس ویڈیو میں کون ہے اور کیا ہے؟ لہٰذا مشورے کے بعد ہم نے صرف تھم نیل کے طور پر چھوٹی تصویر کی گنجائش دی ہے۔ ❀❀❀

اہل فلسطین باشعور ہیں، وہ جانتے ہیں کہ دنیا منافقت کر رہی ہے لہٰذا ان کے پاس اب واحد راستہ جہاد اور شہادت کی موت ہے اور اسی میں ان کی عزت ہے۔

آج تک اسرائیلی غاصبوں نے فلسطینی ریاست کو تسلیم ہی نہیں کیا ہے تو دو ریاستی حل کا فارمولا کس لیے؟

اقوام متحدہ اور او آئی سی کی قراردادوں کے مطابق بھی فلسطین کی مبارک زمین پر اسرائیل کا کوئی حق نہیں ہے۔

7 اکتوبر سے ایک دن قبل تک یہ ثابت ہو چکا تھا کہ مسئلہ فلسطین کا سیاسی حل کامیاب نہیں ہے: ڈاکٹر خالد قدومی (ترجمان حماس)

فلسطین اسرائیل جنگ: حماس کے نمائندہ کی زبانی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں حماس کے ترجمان کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: 7 اکتوبر سے آج تک غزہ میں تقریباً بیس ہزار شہادتیں ہو چکی ہیں جن میں آدھے معصوم بچے اور خواتین ہیں۔ اس پورے عرصے میں فلسطینی مسلمانوں کا جذبہ جہاد اور شوق شہادت کس لیول کا رہا ہے اور کیا وہ اب بھی حماس کی پہلے کی طرح ہی حمایت کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر خالد قدومی: جیت کا اصل مورال عوام ہوتے ہیں جو قربانیاں دیتے ہیں، غزہ کی اس جنگ میں بچوں اور خواتین نے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ اسرائیل کے جنگی جرائم 75 سال سے جاری ہیں لیکن دنیا اس پر خاموش تھی۔ 7 اکتوبر کو چونکہ اسرائیل نے نقصان اٹھایا ہے تو دنیا متوجہ ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ہماری قربانیوں پر، مظلومیت پر دنیا کی کوئی توجہ نہیں تھی۔ ہمارے عوام کو معلوم ہے کہ دنیا منافقت کر رہی ہے اور ہمارے پاس صرف جہاد اور مزاحمت کا راستہ رہ گیا ہے۔ اس وقت تک وہاں حماس کے خلاف ایک ریلی بھی نہیں نکلی بلکہ اسرائیل سے انتقام کے لیے ریلیاں نکل رہی ہیں حالانکہ اسرائیل نے فلسطینی خاندانوں میں سے کوئی نہ کوئی فرد شہید کیا ہے۔ میں دنیا سے سوال کرتا ہوں کہ فلسطینی عوام کی اتنی قربانیوں کے بعد بھی اور اقوام متحدہ کو مسلسل پیغامات بھیجنے کے باوجود بھی وہ کیوں خاموش ہے؟ یقیناً حماس نے طوفان الاقصیٰ کا آغاز کر دیا لیکن ان کی جنگ اپنے دفاع اور آزادی کے لیے ہے اور ایک بڑے ظالم اور غاصب کے خلاف ہے۔ بہرحال ہمارے عوام باشعور ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ ہمارے پاس اب واحد راستہ جہاد اور شہادت ہے اور اسی میں ہماری عزت ہے اور اسی طریقے سے ہم غاصب اسرائیل کو اپنی سرزمین سے نکال سکتے ہیں۔ اسرائیل کو نقصان پہنچے گا تب ہی وہ باز آئے گا۔ 2005ء میں بھی اسرائیل نے غزہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی بھاری قیمت چکائی تھی تو وہ مجبور ہو کر غزہ سے نکلا تھا۔ آج بھی وہی تاریخ دوبارہ لکھی جا رہی ہے۔ اسرائیل اب بھی شکست کھائے گا اور پورے فلسطین سے نکل جائے گا۔ ان شاءاللہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: کیا حماس اور فلسطینی عوام کو دو ریاستی حل والا فارمولا قابل قبول ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

ڈاکٹر خالد قدومی: 7 اکتوبر کے بعد جو لوگ دو ریاستی حل کی بات کرتے ہیں ان کی علمی اپروچ بہت کمزور ہے۔ بات وہ کریں جسے سے کوئی فائدہ ہے۔ ایک چیز کو ہم نے آزما کر دیکھا ہے۔ 1967ء سے وہ لوگ کہتے آئے کہ مغربی کنارہ اور غزہ میں سے 20 فیصد فلسطین بنے باقی 80 فیصد اسرائیل بنے۔ حالانکہ یہ بھی اقوام متحدہ کی قراردادوں کے خلاف ہے۔ 1947ء میں اقوام متحدہ میں باقاعدہ یہ قرارداد منظور ہوئی تھی کہ 45 فیصد رقبے پر فلسطینی ریاست بنے گی جبکہ بدقسمتی سے 55 فیصد فلسطینی جغرافیے میں یہودی ریاست بنے گی اور اگرچہ ہم ارض فلسطین کا ایک ذرہ بھی صہیونیوں کو دینے کے لیے تیار نہیں لیکن آج تک یہ قرارداد بھی نافذ نہیں ہوئی۔ ہم نے صرف یہ دیکھا کہ اسرائیلی ریاست ایک سامراج ہے، ایک روگ ہے جو اقوام متحدہ کی قراردادوں (242 اور 339) کے خلاف عمل پیرا ہے اور اس نے 80 فیصد فلسطین کو غصب کر لیا ہے اور 20 فیصد فلسطین کو بھی وہ فلسطینی ریاست نہیں کہتے بلکہ فلسطینی علاقہ کہتے ہیں۔ یعنی آج تک اسرائیلی غاصبوں نے فلسطینی ریاست کو تسلیم ہی نہیں کیا ہے تو دو ریاستی حل کا فارمولا کس لیے؟ حق خود ارادیت کے اصول کو سامنے رکھیں تو آزاد لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ جیل کے اندر قیدیوں سے یہ کہنا کہ دال کے بدلے میں برگر کھا لو، کیا اس کو مذاکرات کہیں گے؟ قیدی تو کہیں گے کہ پہلے آزادی ہو۔ ہمارا ابھی یہ مطالبہ ہے کہ پہلے قبضہ ختم کرو۔ اقوام متحدہ اور او آئی سی کی قراردادوں کے مطابق بھی فلسطین کی مبارک زمین پر اسرائیل کا کوئی حق نہیں ہے۔ 7 اکتوبر سے ایک دن قبل تک یہ ثابت ہو چکا تھا کہ مسئلہ فلسطین کا سیاسی حل کامیاب نہیں ہے۔ اب وہ لوگ دو ریاستی حل کی بات کر رہے ہیں اس لیے کہ ان کے پاس کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ میں بتا رہا ہوں کہ راستہ ہے۔ جنگ کو روکا جائے، غزہ کا محاصرہ ختم کیا جائے، قیدی رہا کیے جائیں۔ یہودی عیسائیوں کو بھی اہمیت نہیں دیتے ان کے اوپر تف یا تھوکنا ان کا عقیدہ ہے۔ امریکی وزیر خارجہ انتھنی بلنکن اسرائیل آ کر کہتا ہے کہ میں امریکہ کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ یہودی کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔ بہرحال فلسطین کے مسئلہ کا ایک ہی حل ہے کہ فلسطینی عوام سے پوچھا جائے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

سوال: کیا حماس نے دو ریاستی حل کے فارمولے کے مقابلے میں آپ کے بتائے ہوئے پوائنٹس سامنے رکھیں ہیں؟

ڈاکٹر خالد قدومی: یقیناً 2018ء میں حماس کا ایک سیاسی ڈاکومنٹ سامنے آ چکا ہے جس کے مطابق پورا فلسطین ہمارا ہے۔ حماس کا موقف تو بالکل واضح ہے کہ

اسرائیل کا وجود ہی یہاں نہیں ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسرائیل ایک روگ سٹیٹ ہے۔ اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی مخالفت کے باوجود اس کا ممبر ہے۔ یورپی لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ لوگ اسرائیل کو نابود کرنا چاہتے ہو تو میں کہتا ہوں کہ ہم اس اسرائیل کی بات کرتے ہیں جو 1948ء میں یہاں قائم ہوا۔ اس سے پہلے اس علاقے پر فلسطین نام سے ایک ملک تھا۔ لہٰذا اس سرزمین پر اسرائیل کا کوئی حق نہیں ہے۔ عالمی استعماری قوتوں نے سیاسی مفاد کی خاطر اسرائیل کو یہاں بسایا حالانکہ ہم ان کو تسلیم نہیں کر رہے اور نہ کریں گے۔ اسرائیل نے حق شناخت ہم سے چھین لیا۔ آج اگر کوئی فلسطینی باہر جا کر تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے پاس اپنے ڈاکومنٹ ہی نہیں ہیں کہ وہ کہاں پیدا ہوا ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ سمجھوتہ کریں۔ یہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ بشمول یروشلم فلسطین کو مکمل آزادی دی جائے۔ فلسطین کا ایئرپورٹ بند کیا ہوا ہے، اس کو کھولا جائے، دنیا کے ساتھ ہمارے سفارتی تعلقات بحال ہوں، فلسطین میں اسرائیل کا کوئی عمل دخل نہ ہو اور نہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کی جائے۔ اگر جنگ بند کرنی ہے تو یہ کرنا پڑے گا۔ کیا فلسطینیوں کو حقوق دینے کے لیے کوئی تیار ہے؟ شیخ احمد یاسین شہید نے یہ پروپوزل 1990ء کی دہائی میں دی تھی لیکن اسرائیل نے کوئی توجہ نہیں دی بلکہ جنگی حملے شروع کر دیے۔ دنیا کو چاہیے کہ وہ اسرائیل کو سمجھائے کہ وہ خون خرابہ بند کرے ورنہ ہمارے پاس جہاد اور تحریک مزاحمت والا راستہ ہی ہے۔ کیونکہ ہم آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں ہم کوئی دہشت گرد نہیں ہیں۔

سوال: حماس کے ترجمان کی نظر میں گریٹر اسرائیل کا منصوبہ کیا ہے اور کیا اسرائیل کی حالیہ جارحیت اسی منصوبے کی تکمیل کے لیے ہے؟

ڈاکٹر خالد قدومی: اسرائیل کا وزیر خزانہ سموٹرش ہے۔ اس نے مارچ 2023ء میں فرانس میں ایک کانفرنس میں گریٹر اسرائیل کا نقشہ لگایا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک ہے۔ یہ نقشہ اسرائیل کی کرنسی پر بھی موجود ہے۔ اس گریٹر اسرائیل کے منصوبے میں مدینہ منورہ، عراق، تبوک وغیرہ سب علاقے آتے ہیں۔ سابق موساد ایجنٹ یوسی الفر نے Poriphery کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بتایا ہے کہ گریٹر اسرائیل کی حدود کردستان سے مصر تک ہیں۔ ساری دنیا کو پتا ہے گریٹر اسرائیل کا نقشہ عربوں کے خلاف ہے لیکن عرب حکومتیں اسرائیل کے عشق میں گرفتار ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسرائیل کا اگلا نشانہ وہ خود ہوں گے۔

سوال: حالیہ جنگ میں حماس کو کتنا نقصان پہنچا اور اس کے مقابلے میں حماس نے اسرائیل کو کس قدر جانی اور مالی نقصان پہنچایا؟

ڈاکٹر خالد قدومی: جنگ میں نقصان تو ہوتا ہے۔ اگر آپ فتح چاہتے ہیں تو پھر کچھ نقصان بھی برداشت کرنا پڑے گا۔ ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ ہماری بہنیں اور ہمارے بچے شہید ہو رہے ہیں لیکن تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ آزادی کی ایک قیمت ہوتی ہے۔ الجزائر نے 1.5 ملین شہید دے کر فرانس سے آزادی لی۔ آپ لوگوں نے برصغیر میں انگریزوں کے خلاف کتنے شہید دیے تھے۔

7 اکتوبر سے پہلے ہمارے بچے گھروں میں شہید ہوتے تھے، محاصرے، خوراک اور پانی کی قلت کی وجہ سے، یہ کون سی امت ہے جو وہاں پانی تک بھی نہیں پہنچا سکی۔

کیا آپ کو کوئی کہہ سکتا ہے کہ گھر میں بیٹھتے، کھاتے پیتے عیش کرتے، کیا ضرورت تھی لڑنے کی۔ ویت نامیوں، جاپانیز، فرنچ لوگوں نے انقلاب کے لیے قربانیاں دیں۔ یہ شہادت تو ہمارا راستہ ہے۔ ہمارے مجاہدین جتنے شہید ہوئے ہیں ان کی تعداد کم ہے۔ ہمارے پاس تقریباً چالیس ہزار مجاہد ہیں۔ حالیہ جنگ میں دو ڈھائی ہزار مجاہدین نے حصہ لیا۔ چار ہزار پانچ سو اسرائیلی فوجی مارے گئے، زخمی تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں، وہ خود یہ فگرز تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے عوام کی شہادتیں زیادہ ہوئی ہیں، جو بہت بڑی قربانی ہے۔ 7 اکتوبر سے پہلے ہمارے بچے گھروں میں شہید ہوتے تھے، محاصرے، خوراک اور پانی کی قلت کی وجہ سے، یہ کون سی امت ہے جو وہاں پانی تک بھی نہیں پہنچا سکی۔ بہرحال مسلمان حکمران بھی ہمارے بھائی ہیں، ہم ہی ان کو ووٹ دے کر کرسی پر بٹھاتے ہیں، اللہ ان کو ہدایت دے۔ ہمارے مجاہدین کے پاس کمانڈو کا لباس نہیں ہے بلکہ بعض تو چپل کے بغیر ٹریک سوٹ میں ہوتے ہیں۔ الیاسین نے بم اٹھایا، ریڈ کلر کا نشان لگایا اور دس اسرائیلی فوجیوں پر حملہ کر دیا اور سب کو مار دیا۔ ویڈیوز موجود ہیں۔ انہی ویڈیوز کو دیکھ کر یورپ میں اسرائیل کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں، انہوں نے دیکھا کہ اسرائیل کی حیثیت تو ایک مکڑی کے جالے کی ہے، آپ نے انگلی لگائی، وہ ٹوٹ جائے گا، لہٰذا لوگوں کو بھی حوصلہ ملا کہ ہم بھی اسرائیل کے خلاف بول سکتے ہیں۔ ایک مصری سکالر انسائیکلو پیڈیا آف ڈائنزم کو سات جلدوں میں تصنیف کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسرائیل دو وجوہات سے دنیا میں موجود ہے ایک مغربی طاقتوں کی سپورٹ سے اور دوسرا مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے۔

سوال: غزہ میں عارضی جنگ بندی کی کوشش جاری ہے کیا حماس اس کوشش کی حمایت کرتی ہے؟

ڈاکٹر خالد قدومی: یہ جنگ بندی نہیں ہے۔ یہ جو بائیڈن اور بلنکن کی رائے ہے کہ ہم وقفہ دے رہے ہیں تا کہ امداد اندر پہنچا سکیں۔ حالانکہ یہ کسی معاہدے کے تحت نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنے بارڈرز کو اوپن کرنا چاہیے تا کہ لوگوں تک امداد اور غذا اور میڈیسن جلد پہنچائی جا سکے۔ لیکن انہوں نے چار پانچ دن کے لیے جنگ بندی کا اعلان کیا ہے حالانکہ اتنے کم عرصے میں کیا ہو سکتا ہے۔ دو سو ٹرک ہیں جو پہلے نیتن یاہو کے فوجیوں کے چیک کرنے سے اندر جائیں گے اور اس کے علاوہ بے شمار چیک پوسٹس ہیں جہاں سے پاس ہو کر یہ جائیں گے۔ حماس اس کو نہیں مانتی کیونکہ یہ کافی نہیں ہے۔ اہل غزہ کا حق ہے کہ ان کی سرحد بغیر کسی شرط کے کھلی ہونی چاہیے۔

سوال: اسرائیلی جارحیت رکوانے کے لیے حماس امت مسلمہ اور پاکستان سے کیا توقعات رکھتی ہے؟

ڈاکٹر خالد قدومی: ایک ہوتا ہے فرض اور ایک ہوتی ہے توقع۔ آخر یہ فلسطینی عوام کس چیز کا دفاع کر رہے ہیں؟ وہ قبلہ اول مسلمانوں کا ہے جس کا حماس اور فلسطینی لوگ دفاع کر رہے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ اسرائیل کھلم کھلا سنٹرل ایشیا تک پہنچ چکا ہوتا کیونکہ اسرائیل کے اثرات دنیا کی اکانومی اور حکومتوں کے اوپر بہت زیادہ ہیں۔ اسرائیل جا کر انڈونیشیا میں سائنس دان کو شہید کرتا ہے، عراق اور ایران میں شہید کرتا ہے۔ روزانہ شام میں بمباری ہوتی ہے لیکن کوئی جواب ہی نہیں دے رہا۔ ہم اپنی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ یہ فلسطین آزاد کبھی نہیں ہوگا جب تک امت اور انسانیت ہمارا ساتھ نہ دے کیونکہ اسرائیل صرف فلسطین کا دشمن نہیں ہے وہ جس طرح غزہ، القدس کے امن کو تباہ کر رہا ہے اسی طریقے سے وہ اسلام آباد، تہران اور ریاض کے امن کو تباہ کرے گا۔ اس

لیے ہم سب نے مل کر اس کا سامنا کرنا ہے جس کے لیے ایک واحد نسخہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلم امہ کی سطح پر اپنی پروڈکٹس پر انحصار کریں، وہی کھائیں، پئیں اور پہنیں جو ہم اپنے تئیں پیدا کر سکتے ہیں، باہر کی پروڈکٹس کو اپنے علاقوں میں داخل نہ ہونے دیں۔ امریکہ کون ہوتا ہے ہماری تقدیر متعین کرنے والا۔ ہم امریکہ کے دشمن نہیں ہیں لیکن ہم نہیں چاہتے کہ کوئی اور آ کر ہمارے مستقبل کا تعین کرے۔ آپ ہمارے ساتھ انسانی سطح پر پارٹنرشپ بنانا چاہتے ہیں تو سو بسم اللہ آ جائیں لیکن اگر آپ اسرائیل کو ہمارے اوپر مسلط کرنا چاہتے ہیں تو یہ ہمیں قبول نہیں۔ ہم نے 7 اکتوبر کو امریکی تسلط کو شکست دی ہے۔ اب اس کے بعد ہم نے امریکہ اور اسرائیل کو دوبارہ حاوی نہیں ہونے دینا۔ عوام جذباتی نہیں ہوئے بلکہ ہوش وحواس اور گہرے شعور کے ساتھ سڑکوں پہ نکلے ہوئے ہیں۔ ان کو حالات کا پتا ہے لہٰذا وہ فلسطین کا ساتھ دے رہے ہیں۔ البتہ ہمارے مسلم حکمرانوں کی سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ رفاح بارڈر کیوں نہیں کھول سکے۔ ابوعبیدہ (حماس کے ترجمان) نے کہا کہ ہمیں آپ کی آرمی کی ضرورت نہیں لیکن ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ 57 مسلم ممالک کے سربراہان ریاض میں جمع ہوتے ہیں، قراردادیں منظور ہو گئیں لیکن پھر بھی رفاح بارڈر کو نہیں کھول سکے۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں اور عرب نوجوان ڈاکٹر صاحبؒ کی تعلیمات سے کتنا آگاہ ہیں؟

ڈاکٹر خالد قدومی: میں ذاتی طور پر ڈاکٹر صاحبؒ سے ملا ہوں اور میں ان کا شاگرد ہوں کیونکہ میں نے ان کی کتابوں اور دروس سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ انہوں نے فلسطین کے بارے میں بالخصوص اسریٰ ومعراج کے سفر، مسلم امہ اور انسانیت کی سطح پر اقصیٰ کے رول پر جو کچھ کہا ہے اور سیاسی اسلام کی جو تشریح پیش کی ہے کہ کس طرح اس کو موجودہ حالات سے میچ کرنا ہے، اس حوالے سے ڈاکٹر صاحبؒ کی جو فکر ہے اس کو عرب نوجوانوں نے بہت پسند کیا ہے، ڈاکٹر صاحبؒ کو سوشل میڈیا پر بہت سنا جاتا ہے۔ اُن کے زمانے میں ان کے دروس سے لوگ اتنے واقف نہیں تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان کا فکر عرب نوجوانوں میں ابھی اتنا زیادہ مقبول نہیں ہوا، اس کو عربوں میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اس فکر کو بہت زیادہ دنیا میں انسانوں میں عام ہونا چاہیے۔

سوال: ایک عام پاکستانی مظلوم فلسطینی بہن بھائیوں کی مدد کیسے کر سکتا ہے؟

ڈاکٹر خالد قدومی: میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نوجوان ہم سے زیادہ ہوشیار ہیں ان کے پاس زیادہ creative ideas ہیں۔ چند عملی پہلو کی طرف اشارہ کروں گا:

1۔ ہمارے مجاہدین کا راکٹ میدان میں استعمال ہوتا ہے۔ آپ کا راکٹ آپ کا کلمہ، الفاظ اور خیالات ہیں۔ آپ کا آئیڈیا بلٹ پروف ہے۔ آج جس بیانیہ کو ہم نے فتح کیا اس سے اسرائیل کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ فلسطینیوں کا انٹرنیٹ، سوشل میڈیا وغیرہ سب کچھ بند کر چکا ہے۔ پھر میں کہوں گا کہ ہمارا اپنا میڈیا (فیس بک، ٹویٹر، انسٹاگرام کا متبادل) کیوں نہیں ہے۔ ہمارے نوجوان اس طرح کا نیٹ ورک بنانے میں کامیاب کیوں نہیں ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج سپانسرشپ کی پرابلم ہے لیکن اگر آپ شروع کریں گے یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

2۔ آپ نے انسانی بنیادوں پر ہماری مدد کرنی ہے۔ فلسطینی عوام پڑھے لکھے اور اچھے خاندان سے ہیں لیکن ابھی وہ مہاجر کیمپوں میں آ گئے ہیں۔ یہ آپ کے عزیز ہیں جو آج سڑک پر آ گئے ہیں۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ان کا ساتھ دیں۔ آپ ساتھ دیں گے تو وہ جہاد جاری رکھ سکیں گے۔ آپ ان کا ساتھ دیں اور اپنا بھی دفاع کریں۔ ہم رفاح بارڈر پر دیکھ رہے ہیں کہ ٹرکس کی لائن ہے یقیناً یہ ہمارے مسلمان بھائیوں کی امداد ہے جو وہاں پہنچی ہے اور مزید کی ضرورت ہے۔

3۔ ڈپلومیٹک پریشر بڑھائیں۔ آپ جب تک سڑک پر ہیں، آپ کی حکومت اور عالمی برادری دیکھیں گے کہ ادھر کچھ غلط ہے تو وہ آپ کی بات مانیں گے۔ آپ پُرامن طریقے سے سڑکوں پر نکلنا بند نہ کریں۔ ❀❀❀

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں
ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی“ (حلقہ کراچی وسطی) میں

13 تا 19 جنوری 2024ء (بروز ہفتہ بعد نماز مغرب تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں: ☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ اور
زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

19 تا 21 جنوری 2024ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)
زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0335-1241090

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

نیکی اور بدی

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

آپ سوچ رہے ہوں گے نیکی اور بدی کے بارے میں کسے معلوم نہیں۔ اس مضمون کو پڑھنے سے کیا فائدہ نیکی اور بدی کے بارے میں تو ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ نہیں یہ ہماری غلط فہمی ہے نیکی اور بدی کے بارے میں ہم بہت سے مغالطوں کا شکار ہیں۔ اطمینان رکھیے ہم کوئی بہت مشکل باتیں کرنے نہیں جا رہے: حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ((اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ)) ”دین بہت آسان ہے۔“ نیکی اور بدی کا قانون بھی بڑا آسان اور سراسر رحمت کا قانون ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث ہے:

”اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں اور پھر اس کو واضح بھی کر دیا ہے۔ کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے اور ابھی اس نے اس پر عمل نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس مکمل نیکی درج فرما لیتا ہے اور اگر نیکی کا ارادہ کر کے اس پر عمل بھی کر گزرے تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کو اپنے پاس دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ لکھ لیتا ہے۔ اور اگر انسان برائی کا صرف ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں مکمل نیکی لکھ لیتا ہے اور برائی کا ارادہ کر کے عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اسے صرف ایک گناہ ہی لکھتا ہے۔“ (مسلم، بخاری)

معلوم ہوا کہ دین میں اصل چیز کسی کام کو کرنے کا ارادہ ہے۔ انسان کو کچھ صلاحیتیں دی گئی ہیں۔ پھر اسے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان صلاحیتوں کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرے اور اسی میں اس کا امتحان ہے۔

انسان کا دل بیدار اور زندہ ہو تو وہ اچھے کام کرنے کا فیصلہ کرتا ہے اور جب دل مردہ ہو جائے تو اس میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ قرآن مجید بار بار کہتا ہے کہ اصل زندگی قلب کی زندگی ہے۔ اصل موت قلب کی موت ہے۔ اصل بینائی قلب کی بینائی ہے۔ اصل اندھا پن قلب کا اندھا پن ہے۔ قیامت کے روز وہی نجات پائے گا جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے گا۔ اصل چیز انسان کا ارادہ اور اختیار ہے۔ ہمت کرنے سے زندگی سنور سکتی ہے۔

ھَمَّ کے معنی ہیں: کسی کام کا پکا ارادہ یا عزم مصمم کر لینا اور پھر اس کو کرنے کی فکر میں لگے رہنا۔ بعض دوسری روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ بندہ جب کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کو نیکی کے طور پر لکھ لیتا ہوں۔ کر لے تو دس گنا یا اس سے زیادہ دیتا ہوں۔ جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک وہ کر نہ لے تو میں اس کے ارادے کو معاف کرتا رہتا ہوں۔ جب وہ برائی کر لیتا ہے تو اس کو برابر لکھتا ہوں۔ فرشتے کسی بندے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ تو برائی کا ارادہ کیے ہوئے ہے، برائی کرنا چاہ رہا ہے۔ اس پر حدیث کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس پر نگاہ رکھو اور اگر یہ کر لے تو اس کے بعد اس کو لکھ لو اور اگر یہ میری جزا کی امید میں اور میرے خوف سے اس برائی کو چھوڑ دے تو پھر اسے نیکی کے طور پر لکھ لو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی برائی کو چھوڑ دینا بذات خود ایک نیکی ہے۔

اجر حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نیکی مقبول بھی ہو۔ لہٰذا ہمیں دیکھنا ہوگا کہ نیکی کی مقبولیت کی کیا شرائط ہیں؟ نیکی کی قبولیت کی شرطِ اوّل ایمان ہے۔ کافر اور مشرک بھی بعض اوقات نیکی کا کام کرتے ہیں مگر ان کی وہ نیکی قبول نہیں ہوتی۔ سورۃ البقرہ آیت 177 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو بلکہ نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر یومِ آخرت پر فرشتوں پر کتاب پر اور نبیوں پر۔ اور وہ خرچ کرے مال اس کی محبت کے باوجود“ قرابت داروں یتیموں محتاجوں مسافروں اور مانگنے والوں پر اور گردنوں کے چھڑانے میں۔ اور قائم کرے نماز اور ادا کرے زکوٰۃ۔ اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب کوئی عہد کرلیں۔ اور خاص طور پر صبر کرنے والے فقر وفاقہ میں تکالیف میں اور جنگ کی حالت میں۔ یہ ہیں وہ لوگ جو سچے ہیں۔ اور یہی حقیقت میں متقی ہیں۔“

درحقیقت ایمان سے نیت کا تعین ہوتا ہے کہ انسان نیکی کس لیے کر رہا ہے۔ اللہ پر ایمان کا مطلب ہے کہ وہ نیکی صرف اس لیے کر رہا ہے کہ اس کا اللہ اس سے راضی ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر اللہ پر ایمان حقیقی نہیں ہے تو پھر یا تو ریاکاری ہوگی یا پھر کچھ اور فوائد اٹھانا پیش نظر ہوں گے۔ مثلاً کسی نے عوام کی فلاح وبہبود کے لیے کوئی فاؤنڈیشن قائم کر دی اور کسی وزیر سے اس کا افتتاح بھی کرا لیا یا آفت زدہ لوگوں کے لیے رقم کا چیک وزیراعظم کے حوالے کرتے ہوئے اخبار میں تصویر بھی چھپ گئی۔ لیکن اس شخص کے پیش نظر کچھ دوسرے فوائد بھی اٹھانا تھا تو اب اس کی یہ نیکی کسی کام کی نہیں۔

دوسری بات جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ نیکی کی قبولیت کے لیے آخرت کا یقین بھی ضروری ہے یعنی اس نیکی کا بدلہ اس دنیا میں مطلوب نہ ہو بلکہ پورا کا پورا اجر آخرت میں مطلوب ہو۔ کیونکہ دنیا میں بدلے کے لیے کوئی بھی کام کرنا تو کاروبار یا تجارت کے زمرے میں آتا ہے۔

تیسری بات جس کی طرف اس آیت میں توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ کہ نیکی کی قبولیت کے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نیک کام کا حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے ثبوت ملتا ہو۔

نیکی کا اجر حساب کتاب کی قید سے آزاد

حدیث مبارکہ میں ”ھَمَّ“ کا لفظ آیا ہے۔ اسی سے لفظ ”اہتمام“ بھی بنتا ہے اور اسی سے ”ہمت“ کا لفظ بھی بنا ہے۔ یعنی جس شخص نے کسی نیک کام کرنے کے لیے کمر ہمت کس لی اور اس کا اہتمام بھی کرنے کی کوشش کی مگر بعض خارجی موانع کے باعث اس کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکا یا اندرونی سستی یا کیفیات کی وجہ سے ارادہ کچھ کمزور پڑ گیا تب بھی اس ارادے کو اللہ تعالیٰ ایک مکمل نیکی اپنے پاس لکھ لے گا۔ اس نے ارادہ کیا اور اس پر عمل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر 700 گنا تک دے گا۔ بلکہ بعض اوقات یہ اتنی بار بڑھے گا کہ حساب کتاب کی قید سے آزاد ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور اللہ تعالیٰ بڑھا چڑھا کر دے گا جس کے لیے چاہے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

نیکی کی حفاظت کرنا:

صرف نیک کام کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ بات قرآن مجید نے بہت اچھی طرح واضح کر دی ہے۔ کہ کسی کا کوئی نیک عمل ضائع نہیں ہوسکتا۔ الا یہ کہ وہ اس کو خود اپنے ہاتھوں برباد کر دے۔ خود ہی کنواں کھودے اور اس میں گر جائے۔

جیسا کہ اس آیت 262 میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

"جو لوگ اپنے مال خرچ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں" پھر جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اس کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچاتے ہیں" "ان کا اجر اُن کے ربّ کے پاس محفوظ ہے۔ اور نہ تو ان کے لیے کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ کسی رنج و غم سے دوچار ہوں گے۔"

یعنی نیکی تو کی مگر جس کے ساتھ نیکی کی اس پر اپنا احسان بھی جتلا دیا، اس کو طعنہ بھی دے دیا یا نیکی میں اخلاص نہ رہا اس میں ریاکاری شامل ہوگئی تو گویا اس نے نیکی کو خود اپنے ہاتھوں برباد کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟" صحابہ کرام ؓ نے جواب دیا: "ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی روپیہ پیسہ اور ساز و سامان نہ ہو۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسے اعمال لے کر آئے گا۔ تاہم اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت دھری ہوگی، کسی کا مال (ناحق) کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ چنانچہ اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور اس پر واجب الادا حقوق ابھی باقی رہے تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

(رواہ مسلم)

گویا نیک کام کرنے کے ساتھ ہمیں اپنی نیکیوں کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ وہ حفاظت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم کسی کا دل نہ دکھائیں، کسی کا ناحق مال نہ کھائیں، اپنی زبان کی حفاظت کریں اور لوگوں کے واجب الادا حقوق بھی ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

برائی کا معاملہ

اللہ تعالیٰ کے قوانین بھی بڑے عجیب ہیں۔ یہ کسی منطق کے تابع نہیں بلکہ سراسر فضل و کرم اور رحمت پر مبنی ہیں۔ برائی کے بارے میں فرمایا گیا کہ اگر کسی نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنے ہاں ایک نیکی لکھ لے گا اور اس پر عمل بھی کر لیا تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ اب اس برائی سے باز رہنے کی بھی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ہوسکتا ہے چوری کے ارادے سے جا رہا تھا مگر وہاں پر پولیس کا پہرہ تھا۔ اب منطقی تقاضا تو یہ ہے کہ اس کے بدلے اسے کچھ نہیں ملنا چاہیے، اس لیے کہ اگر پولیس کا پہرا نہ ہوتا تو وہ چوری کر گزرتا، لیکن اس کے باوجود چوری نہ کر سکنے کی وجہ سے بھی اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی گئی۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اس نے برائی کا ارادہ کیا مگر اس پر اللہ کا خوف غالب آ گیا اور وہ باز آ گیا۔ اس صورت میں یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ایک نیکی کا درجہ دے دے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنے دامنِ رحمت میں لے لے۔

یاد رکھیے کہ سب سے بڑی اور سب سے پہلی نیکی اللہ کے دین کے خلاف ہونے والی بغاوت کو روکنے کا ارادہ کرنا ہے اور پھر اس میں بالفعل جدوجہد کرنا، تن من دھن لگانا یہ سب سے بڑی نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر تم میرے وفادار ہو تو طاغوت کے کیسے وفادار ہوگئے؟ یہ دو باتیں تو اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔

سورۃ البقرہ کی آیت 256 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ﴾

"تو جو کوئی بھی طاغوت کا انکار کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔"

گویا پہلے طاغوت کا کفر اور انکار ہے اور پھر اللہ پر ایمان کا مرحلہ ہے۔

یعنی اللہ کے دین کے خلاف ہونے والی بغاوت کو روکنے کا ارادہ کرنا کم سے کم نیکی ہے اور بلند ترین نیکی یہ ہوگی کہ اپنا سب کچھ تن، من، دھن اس راہ میں قربان کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں کا ارادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاص طور پر ہم طاغوت سے بغاوت اور اللہ کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کا ہم نہ صرف ارادہ کریں بلکہ اس پر عملاً کاربند بھی ہو جائیں۔ آمین یا رب العالمین

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان | غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا نقیب خواں

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

شمارہ جنوری 2024ء — جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ

مشمولات

☆ تا خلافت کی بِنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار — ایوب بیگ مرزا

☆ مسلمان: زیرِ عتاب کیوں؟ — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ فریضۂ اقامتِ دین: اَسلاف کی نظر میں — مولانا خان بہادر

☆ اتباعِ نبی ﷺ اور معاشرے کی ترقی — مولانا عبدالمتین

☆ لقمان حکیم کی وصیتیں — مقصود الحسن فیضی

☆ سقوطِ خلافت اور ترکی میں احیاءِ اسلام کی کوششیں — فرید بن مسعود

☆ پاکستان اور افغانستان — تنظیم اسلامی

☆ ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا! — مرتضیٰ احمد اعوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا "بیان القرآن" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 500 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(14 تا 20 دسمبر 2023ء)

جمعرات (14 دسمبر) کو صبح 9 بجے مجلس عاملہ تحریک خلافت کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد ازاں مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔

جمعہ (15 دسمبر) کو قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز عصر پریس کلب میں پریس کانفرنس کی۔

ہفتہ (16 دسمبر) کو توسیعی عاملہ و دین حق ٹرسٹ کے اجلاسوں میں شرکت کی۔

اتوار (17 دسمبر) کو گرینڈ ایمپائر مارکی نزد صدر گول چکر، لاہور میں شرکت کی اور صدارتی خطاب کیا۔ بعد نماز ظہر گجرات روانگی ہوئی۔ وہاں پر غزہ کے حوالے سے منعقدہ اجلاس کی صدارت کی۔ ایک مقامی عالم دین اور جماعت اسلامی کے ذمہ دار نے بھی گفتگو کی۔ رفقاء کی حاضری بھی اچھی رہی۔

پیر (18 دسمبر) کو تربیتی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی جو نماز ظہر تک جاری رہا۔ رات کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (19 دسمبر) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔

بدھ (20 دسمبر) کی شام کو مولانا طارق جمیل صاحب کراچی آئے ہوئے تھے۔ ایک رفیق تنظیم کے احباب کے ذریعہ ان سے ملاقات رہی، جس میں ان کے صاحبزادے کے انتقال کے حوالہ سے تعزیت بھی مقصود تھی۔ نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان انجینئر سید نعمان اختر صاحب بھی ساتھ تھے۔ مفتی طارق مسعود بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

نائب امیر سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

فیڈرل شریعت کورٹ نے معاملے کی از سر نو سماعت کے لیے چودہ سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ جاری کیا۔ جس کا جواب حافظ عاطف وحید انچارج شعبہ تحقیق نے تیار کر کے کورٹ میں submit کروایا۔ معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اور ابلاغ کی غرض سے یہ چودہ سوال اور ان کے جواب پیش خدمت ہیں:

سوال 1: تفاسیر کی روشنی میں ربا (سود) کی مستند تعریف کیا ہے؟ کیا ربا 'یوژری اور انٹرسٹ میں کوئی فرق ہے؟ کیا ربا کا اطلاق اس انٹرسٹ پر بھی ہوتا ہے جو بینک اور مالیاتی ادارے تجارتی اور پیداواری مقاصد کے لیے دیے گئے قرضوں پر وصول کرتے ہیں؟

جواب: چونکہ ربا کی مستند تعریف کے لیے ہمیں قرآن وسنت کی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا ہوگا' اس لیے اس سوال میں اُٹھائے گئے نکات پر براہ راست گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کی حتمی اور ناقابل تردید تعلیمات کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔

قرآن مجید میں سود کے ضمن میں وارد شدہ تعلیمات

''جو لوگ سود کھاتے ہیں' نہیں کھڑے ہوں گے (قیامت کے روز) مگر جس طرح ایسا شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے لپٹ کر خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بیع بھی تو ربا کے مثل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربا کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جس کو اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ پہلے لے لیا ہے وہ اس کا ہوا۔ اور اُس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو شخص پھر ربا کی طرف لوٹا تو یہ لوگ دوزخی ہیں' اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ربا کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے' اور اللہ تعالیٰ ہر کافر گنہگار کو ناپسند کرتا ہے۔'' (البقرۃ: 274 تا 276) (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 615 دن گزر چکے!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور، شاہدرہ میں مقیم شیخ اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال تعلیم ماسٹرز پبلک ایڈمنسٹریٹر، باحجاب، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، باکردار، لاہور کے رہائشی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-4556646

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق محترم رفیق ڈوگر کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-6749293

☆ حلقہ لاہور شرقی کے ملتزم رفیق امجد محمود کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-4841367

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق محترم حافظ عبد اللہ کا بیٹا حافظ مدثر وفات پا گیا۔

برائے تعزیت: 0301-9723094

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

شیخ سعدیؒ نے فرمایا

آپ کے اخلاق کی قدر بھی لوگ
اس وقت کریں گے
جب آپ کے پاس دولت اور طاقت ہو
غریب کتنا ہی خوش اخلاق ہو لوگ
اس کے اخلاق کو اس کی مجبوری سمجھتے ہیں

The senior representative of Hamas and spokesperson of Hamas in Western Asia and Pakistan, **Dr. Khalid Qadomi**, in his speech, said that Dr. Israr Ahmed *(RAA)*, is also a benefactor of the entire Muslim Ummah in that sense too that he uncovered the history of Al-Aqsa and the Zionists' sinister agenda in front of the masses. 7 October 2023, is a monumental day in Palestinian history, a day when the Palestinian public rose up against 75 years of oppression and persecution and dealt a crushing blow to Israel, humiliating its false image of being invincible. He said that the Al-Aqsa Storm has proven that even today, through the power of faith and trust in Allah *(SWT)*, oppressive forces equipped with modern technology and weaponry can be openly challenged. Masses around the world are raising their voices for the Muslims of Palestine. Protests are ongoing against Israeli brutality in both Muslim and non-Muslim countries. However, it is saddening that leaders of Muslim nations are unable to even openly raise their voices for the oppressed Palestinians, much less extend any form of practical aid. Egypt's Rafah border still remains effectively closed. The need of the hour is that all Muslim nations unite and assist the Palestinian Muslims and Hamas Mujahideen on a political and diplomatic level, at the very least.

Addressing the seminar, the Markazi Nazim Nashr o Ishaat of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, said that the Palestine issue and the matter of Al-Aqsa's sanctity is a central link in the final clash between the former Muslim Ummah and the present one. The reality is that Jews today are following the footsteps of Satan and are adamant on rebellion and transgression against Allah *(SWT)*. In their jealousy of the Muslims, they are subjecting Palestinian Muslims to the worst form of brutality, while for the future, their crosshairs are set on other Muslim countries. From the Jewish viewpoint, ever since the creation of Israel, an Islamic nuclear-equipped Pakistan is the biggest roadblock in the advancement of the plan for the formation of Greater Israel. The ambition of a Greater Israel was proposed almost a century and a half ago by Zionist elders, and there has been no change to this objective whatsoever. The fact of the matter is that due to their incompetence, negligence and cowardice, Muslims suffered a disgraceful defeat at the hands of Israel in 1967. It is now incumbent upon the entire Muslim Ummah, including Pakistan, to quit mere lip service, and stop Israel's hand by practically entering the fray, otherwise, global peace will be compromised.

Addressing the seminar, the Director of Foreign Affairs of Jamaat-e-Islami, **Asif Luqman Qazi**, said that the world is witnessing history being written in Gaza, and that these events will eventually shape the course of history. The Palestinian nation, victimized by Zionist brutality for the past 75 years, in a display of immense bravery and courage, is challenging Israel, which has complete support of the oppressive system of the West. On the other hand, children of Palestine are fearlessly proclaiming that Allah *(SWT)* is sufficient for them. All international standards of human rights are being violated in Gaza, while the leaders and powerful classes of the Muslim Ummah remain silent spectators. He raised the question that the Prime Minister of Pakistan, followed by the Army Chief on his visit to the US, presented the two-state solution after consultation on which forum? The reality is that even before 7 October, the Israeli oppression of Palestinian Muslims was nonstop, while the entire world was spectating, moreover, certain key Muslim countries were taking steps towards establishing relations with Israel. Muslim countries that have had ties with Israel in the past have faced only detriment because of them. Our leaders and influential class must remember that they have to answer for each and every one of their actions and decisions in front of Allah *(SWT)* on the Day of Judgement.

Renowned columnist, **Sajjad Mir**, said that large demonstrations have been carried out in the US and western countries against Israeli oppression and for the rights of Gaza's Muslims, but no public demonstration of that scale has been seen in Pakistan. He said that through the "Hurmat-e-Masjid-e-Aqsa Aur Hamari Zimedari" campaign and by organizing a seminar on this topic, Tanzeem-e-Islami is fulfilling the obligation which falls upon the shoulders of Pakistan's Muslims as well as the entire Muslim Ummah on their behalf. He questioned that how come there is no trace of the military alliance encompassing 39 Muslim countries which was formed a few years ago, of which a former Army Chief of Pakistan was made the head. He emphasized that every individual must realize his responsibility.

Addressing the seminar, spokesperson of the Ex-Servicemen Society, **Brig. R. Javed Ahmed**, said that leaders of Muslim countries must take practical steps for resolving the Palestine and Kashmir issues. He posed the question that when we will not aid the Muslims of Palestine, how will we move towards solving the Kashmir issue?

The senior Rafique of Tanzeem-e-Islami, **Abdur Razzaq**, was the stage secretary of the event. The Ameer of Halqa Lahore Sharqi of Tanzeem-e-Islami, **Noor Al-Wara**, recited the Holy Quran at the beginning of the program. **Shafique Baig Chugtai** offered Naat. During the program, **Sohail Mirza** dedicated poetry to the Muslims of Palestine.

Issued by:
Raza-ul-Haq
Naib Nazim Shoba Nashr o Ishaat
Tanzeem-e-Islami Pakistan

تنظیم اسلامی

TANZEEM-E-ISLAMI

<u>PRESS RELEASE</u>: 18 December 2023

"Political and military leaders of Muslim countries must militarily assist Palestinian Muslims alongside diplomatic, political and economic support." (Shujauddin Shaikh)

"The Al-Aqsa Storm has proven that even today, through the power of faith and trust in Allah *(SWT)*, oppressive forces equipped with modern technology and weaponry can be openly challenged." (Dr. Khalid Qadomi)

"The world is witnessing history being written in Gaza, and the children of Palestine are fearlessly proclaiming that Allah *(SWT)* is sufficient for them." (Asif Luqman Qazi)

"In order to further and ultimately fulfill their agenda of a Greater Israel, Zionists will target other Muslim countries after Gaza." (Ayub Baig Mirza)

"Through the "Hurmat-e-Masjid-e-Aqsa Aur Hamari Zimedari" campaign and by organizing a seminar on this topic, Tanzeem-e-Islami is fulfilling the obligation of Jihad which falls on the shoulders of Pakistan's Muslims as well as the entire Muslim Ummah on their behalf." (Sajjad Mir)

"Muslim leaders must take practical steps instead of mere sermons regarding the Palestine and Kashmir issues." (Brig. R. Javed Ahmed)

("Lahoo Lahoo Falesteen Aur Masjid-e-Aqsa Ki Pukaar", a seminar under the aegis of Tanzeem-e-Islami)

Lahore (PR): A seminar bearing the topic, "Lahoo Lahoo Falesteen Aur Masjid-e-Aqsa Ki Pukaar" was organized under the aegis of Tanzeem-e-Islami on 17 December, 2023, in Grand Empire Marquee, Lahore. In his keynote address, the Ameer of Tanzeem-e-Islami, **Shujauddin Shaikh**, said that the Palestine issue relates to the entire Muslim Ummah. The reality is that the Mujahideen of Hamas are presently fighting a war for the protection of the Al-Aqsa Mosque and the survival of the Muslim Ummah against disbelieving oppressors. The Palestine issue holds immense religious and historical significance. Ongoing Zionist oppression over the past 75 years can in no way be forgotten. Israel's brutality in Gaza since 7 October, 2023, is such that innocent women, children and the elderly are being martyred through nonstop bombing. The West, spearheaded by the US and Britain, is standing shoulder-to-shoulder with Israel in this genocide of the Palestinian Muslims, and is equally responsible for Israel's crimes against humanity. He said that does the civilian and military leadership of the Islamic Republic of Pakistan not know that soon after the creation of Pakistan, its policy regarding Israel was firmly established on fundamentally religious grounds as per the statements of Quaid-e-Azam. According to that policy, entertaining the idea of a two-state solution is equivalent to recognizing the illegitimate Zionist state and rebellion against Allah *(SWT)*. He said that the steadfastness of the Palestinian Muslims is in reality a result of immovable faith and trust in Allah *(SWT)*. Political and military leaders of Muslim countries must militarily assist Palestinian Muslims alongside diplomatic, political and economic support. This is an inevitable consequence of our honor based on faith.

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.01

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore